SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, October 29, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

و قال الذین کفروا لاتسمعو الهذا القرآن والغوا فیه لعلکم لغلبونO فلنذیقن الذین کفروا عذابا شد یدا و لنجزینهم اسوا الذی کانوا یعملونO ذالک جزآء اعدآ ء الله النار لهم فیها دارالخلد۔ جزآ ء بماکانو بایتنا یجحدونO

ترجمہ: اور یہ کافر یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور اس کے بیچ میں غل مچا دیا کرو شاید تم ہی غالب رہو۔ سو ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے اور ان کو ان کے برے کاموں کی سزا دیں

گئے۔ یہی سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی یعنی دوزخ ان کے لئے وہاں ہمیشگی
کا مقام ہوگا۔ اس بات کے بدلہ میں کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے
تھے۔ و آخرو دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔ (فصلت ۲۶ تا ۲۸)

جناب چیرمین۔ جزاک اللہ۔ وسیم سجاد صاحب۔

Senator. Wasim Sajjad(Leader of the House): Sir, Clause 6 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the requirement of Rule 38 regarding Question Hour be dispensed with.

Mr. Chairman: If that is the consensus of the House. The Motion has been moved to suspend the Question Hour.

(The motion was carried.)

Mr.Chairman: The Question Hour is suspended. Yes, Raza sahib.

POINT OF ORDER; RE: A BLAST IN THE MARRIOTT HOTEL ISLAMABAD.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیرمین صاحب ! آپ کے توسط سے اور یہاں پر Minister of State for Interior موجود ہیں ، کل اسلام آباد کے شہر میں ایک نہایت ہی افسوسناک واقعہ ہوا اور یہ جو blast تھا یہ اس hotel میں ہوا جہاں پر top security کا علاقہ ہے وہاں ایک side پر Minister's Enclave ہے اور stones throw پر Parliament House اور Presidency ہے اور Secretariat اور سامنے اس کے بلوچستان اور Frontier اور Kashmir House ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ حساس علاقہ شاید اسلام آباد میں نہیں ہے اور اس hotel کی اپنی security بھی خاصی strict تھی لیکن اس کے باوجود ایک blast ہوا اور افسوس کی بات یہ ہے کہ confusion اس سلسلے میں create کیا جا رہا ہے اس لیے حکومت ایک واضح policy بیان اس مسئلے کے اوپر دے کیونکہ وہاں پر جو عینی شاہد موجود تھے، جو electronic media وہاں پر موجود تھا انہوں نے جو coverage دی اس میں

موجود تھے، جو electronic media وہاں پر موجود تھا انہوں نے جو coverage دی اس میں انہوں نے کہا کہ یہ ایک blast تھا جس میں بہت سے foreigners زخمی ہوئے اور کچھ لوگ جن سے میری بات ہوئی جو وہاں پر دوسرے restaurants میں موجود تھے انہوں نے کہا کہ hotel میں جب وہ نو، پونے نو کے قریب داخل ہو رہے تھے اس وقت صورتحال کچھ ایسی تھی کہ sniffer dogs اور army وہاں پر باہر موجود تھی اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں پر شاید bomb threat تھی یا کسی VIP نے آنا تھا کیونکہ normally sniffer dogs اسی time پر لائے جاتے ہیں اس کے علاوہ Marriott میں وہ موجود نہیں ہوتے۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد Information Minister نے یہ بات آ کر کہی کہ وہ blast نہیں تھا وہ ایک short circuit تھا لیکن جناب چیئرمین صاحب ! I am sure وہ تصاویر جو independent media کی نہیں تھیں وہ تصاویر PTV کی چل رہی تھیں اور PTV کا باقاعدہ logo ساتھ اس کے چل رہا تھا اگر آپ وہ تصاویر دیکھیں تو اگر short circuit تھا تو پھر دو، تین بڑے اہم سوال اٹھتے ہیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر short circuit ہوتا ہے تو آپ کو چیئرمین صاحب خود اس بات کا علم ہے کہ short circuit کے ساتھ آگ لگنی لازم ہے لیکن جو film ہم نے دیکھی یا جو آج اخبارات میں reporting ہوئی وہاں پر کسی قسم کی کوئی آگ نہیں لگی ہوئی تھی۔

دوسری بات جناب چیئرمین! یہ ہے کہ اگر short circuit بجلی کی تاروں کی وجہ سے ہوا تو یہ بھی لازم ہونا تھا کہ بجلی ہوٹل کی اور بالخصوص جہاں پر وہ blast ہوا یعنی کہ جو lobby تھی وہاں پر بھی بجلی trip ہو جانی تھی لیکن جو PTV کی coverage دکھائی گئی اس میں پورے hotel کے اندر بجلی موجود تھی، جہاں پر blast ہوا وہاں کے جو scenes وہ دکھا رہے تھے وہاں پوری کی پوری بجلی موجود تھی اور باہر کا جو area دکھا رہے تھے اور دوسرا parking area ہے وہاں پر بھی بجلی موجود تھی ۔ لہذا یہ تو تمام باتیں ایسی ہیں circumstantial evidence ایسی ہے جو یہ بات ثابت کرتی ہے کہ غالباً وہ short circuit نہیں تھا دوسری بات یہ کہ انفارمیشن منسٹر نے یہ فرمایا کہ جناب کوئی foreigner زخمی نہیں ہوا جبکہ آج کے اخبارات یہ بات لکھ رہے ہیں کہ پانچ سے سات foreigners اس میں زخمی ہوئے اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے خود admit کیا ہے کہ ان کی Embassy کا ایک official وہاں پر

زخمی ہوا اور آخر میں یہ کہ لوگوں کو اس طرح misguide کرنے کا' confusion میں ڈالنے کا کیا فائدہ۔ کیونکہ اگر یہ terrorist attack ہے تو it is condemnable across the board, it is condemnable اور جب تک پوری قوم کے اندر ایک terrorism consensus کے خلاف پیدا نہیں کرینگے اس وقت تک یہ تن تنہا اگر western دنیا کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ جنرل مشرف تن تنہا terrorism کے خلاف لڑ رہے ہیں اور پاکستان کی قوم اس مسئلے میں بے حس ہے تو یہ مسئلہ اس طرح حل نہیں ہوگا۔ جب تک آپ پوری قوم کے اندر consensus develop نہیں کریں گے اور اس confusion کو پیدا کرنے کی حکومت کی طرف سے کوئی ضرورت نہیں تھی۔ فاضل وزیر یہاں پر موجود ہیں۔ I am sure he will make a categorical statement, stating all the facts. Thank you Sir.

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے منسٹر صاحب کو سن لیں۔ ایک ہی بات ہوگی تو میرا خیال ہے سن لیں۔ it is the same point تو ان کو سن لیں۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، جب ہم وہاں سے واپس آئے۔ تو tv والوں نے باقاعدہ تمام پروگرامز معطل کرکے یہ خبر سنائی کہ دھماکہ ہوا ہے اور جس میں ایک آدمی ہلاک ہوا ہے اور حالات بڑے خطرناک ہیں اس طریقے سے خوف و ہراس پھیلایا گیا اور پھر دو دفعہ عصمت اللہ نیازی صاحب کے حوالے سے بتایا گیا اور اس کے آدھے گھنٹے کے بعد پھر دوبارہ وزیر صاحب نے آکر بتایا کہ کوئی دھماکہ نہیں تھا۔ خوف و ہراس نہیں ہے۔ کوئی آدمی ہلاک نہیں ہوا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک منظم خوف و ہراس اس دارالحکومت میں پھیلانے کے لیے ایک منظم سازش کے طور پر ہوا ہے۔ ہمارا اس میں مطالبہ یہ ہے کہ باقاعدہ تحقیق کی جائے۔ یہ ایسا کیوں ہوا اور جس طریقے سے رضا ربانی صاحب نے بیان کر دیا ہے کہ سب کو، اورعوام کو معلوم ہو تاکہ آئندہ اس قسم کے حادثات کا تدارک کیا جاسکے۔

جناب چیئرمین، منسٹر آف سٹیٹ،

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، جناب! کل یہ ایک unfortunate واقعہ ہوا اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں، میں کچھ facts یہاں پر clear کرنا چاہتا ہوں۔ دھماکہ ضرور ہوا۔ مگر یہ

تحقیقات ہوئی ہیں کسی قسم کی تخریب کاری کا عنصر اس میں نظر نہیں آیا۔دھماکے کی اطلاع ملنے کے فوراً بعد وزیر داخلہ آفتاب احمد شیر پاؤ صاحب' میں وزارت داخلہ کے officers انتظامیہ سارے موقع پر موجود تھے اور رات گئے تک وہاں پر رہے اور تمام تحقیقات کا جائے حادثہ ' معائنہ کیا اور تمام انتظامات کا جائزہ لیا ۔ زخمیوں کو ہسپتال پہنچایا۔وہاں صورت حال یہ تھی کہ enterance کے بعد جو ان کی false ceiling ہے roof top کی ' وہاں پر ان کا بجلی کا ایک سسٹم لگا ہوا تھا۔ جس میں شارٹ سرکٹ کی وجہ سے دھماکہ ہوا۔یہ ضرور تھا کہ ایک shoot wave produce ہوئی تو ایکسپرٹ کی رائے یہ تھی کہ چونکہ وہ ایک enclosed space تھی۔ جس کی وجہ سے یہ shoot wave وہاں پر produce ہوئی اور جو لوگ زخمی ہوئے وہ زیادہ تر شیشے ٹوٹنے کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اس کے اردگرد کا جو علاقہ تھا وہاں پر تمام شیشے موجود تھے۔ایک بات یہاں پر کی گئی کہ confusion پیدا کی گئی۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے میڈیا کے کچھ لوگوں نے تمام حقائق کو جانے بغیر ایک ایسی statement جاری کی جس کی وجہ سے ایک confusion پیدا ہوئی جو کہ نہیں ہونا چاہیے تھی۔ وہاں پر ایکسپرٹ کی رائے ہے ۔ انہوں نے موقع کے اوپر تحقیقات کیں۔ کسی قسم کا دھماکہ خیز مواد وہاں پر نہیں ملا جو litmus test موقع پر conduct کیے جاتے ہیں وہ سارے کیے گئے انہوں نے بھی prove کیا کہ کسی قسم کا دھماکہ خیز مواد وہاں پر موجود نہیں تھا۔جو کہ اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ یہ بم یا کسی تخریب کاری کی وجہ سے نہیں ہوا۔جہاں تک زخمیوں کا تعلق ہے۔ سات زخمی رپورٹ ہوئے تھے ۔ایک تو فوراً علاج کروا کر چلا گیا' دو پولی کلینک میں رہے اور چار پمز میں شفٹ کر دیئے گئے جن کی تفصیل وزیرصحت صاحب دے دیں گے۔ کیونکہ وہی سارا وقت ہسپتال میں ان کے ساتھ موجود رہے۔ Nationality کے متعلق میں ضرور بات کرنا چاہوں گا کہ ان میں سے دو زخمی تھے جو اٹالین نیشنل تھے جن کو minor چوٹیں شیشہ لگنے کی وجہ سے آئی تھیں' کوئی serious نہیں تھا۔ یہ وہ زخمی ہیں جو ہسپتال میں رپورٹ ہوئے تھے۔ نہ کوئی death ہوئی تھی' نہ ہی کوئی ساٹھ پینسٹھ لوگ زخمی ہوئے تھے۔ یہ صورتحال ہے۔ ایک بات کا اور میں یہاں پر ذکر کرنا چاہوں گا کہ اگر کسی قسم کا بھی اگر کوئی حادثہ ہو جاتا ہے تو اس سے political milage لینے کی بجائے کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ہمیشہ facts کے اوپر بات ہو

اور جو صحیح صورتحال ہے وہ لوگوں کے سامنے آنی چاہیے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Do you like to hear the Minister also

جو details مانگی ہیں وہ دے دیں اس کے بعد پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔

جناب محمد نصیر خان (وفاقی وزیرصحت)، جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہنا چاہتا

ہوں کہ totally جو injured تھے، بنیادی طور پر جو رپورٹس آئی تھیں، unfortunately کیا

We have a lot of privatize television stations and that is all over ' ہو رہا ہے ۔

they are hungry and sometime they give کہ نیوز کے لئے the world now

آدمی exact جو لیکن premature news, which is not really based on facts

there were seven injured from which their were three ہوئے تھے injured

and the two were basically taken ہوگیا discharge ایک تو اسی وقت foriegners

to the hospital. One was released last night. He had the cut under his eyes

who was kept hospitalized, there was some surgery to be done. He is fine,

I think we will release him today. تو اس کو he is stable, there is no problem.

basically there was one guard who was ہمارے جو بندے ہیں injured لیکن

seriously injured. He has a lot of shuffles basically on his leg and the leg

had to be amputated. That was the problem in fact leg was amputated at

جو the site because where he was standing, a lot of glass and aluminum

I think just came out and hit him on his leg, he lost a lot of blood but تھی

فیصل تھا رہا پڑھ تراویح میں immediately we sent three ambulances I was actually

and the news that I had received we sent three مسجد میں جب مجھے پتہ چلا

ambulances but totally they were just seven four went to poly clinic then

two were shifted immediately specially there, critically injured one was

He is stable right دو بجے رات کو اس اس کا آپریشن ختم ہوا۔ operated all the night

now he is in the ICU. He is still serious but he is right now. This is exact

اس کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں position and the Italian ambassador was there.

They were totally seven. So, this is the position that I just want to put تھا۔

اور الحمدللہ اس وقت تک کوئی death نہیں ہوئی۔ before the House and we are on it

جناب چیئرمین: جی خورشید صاحب۔

POINT OF ORDER; RE: DR.A.Q. KHAN's AILMENT UNDER DETENTION.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے آپ کی توجہ ایک دوسرے مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ کل کے پاکستان "آبزرور" میں بڑی ہی اہم اور پریشان کن خبر شائع ہوئی ہے ۔ Dr. Khan in danger of paralysis or stroke اور جو تصویرات ہمارے سامنے آئی ہیں وہ ہیں کہ

Dr. A. Q. Khan Legendry nuclear scientist is suffering from a number of serious ailments and any shocking news can come from his house where he is detained for the last seven months مزید آگے بتایا گیا ہے کہ Mr. Malik claimed that according bridge information Dr. Khan is suffering from very high blood pressure accute depression and has lost 32 lbs. weight

جناب والا! ڈاکٹر خان ایک قومی اثاثہ ہیں۔ ہمارا محسن ہے۔ میں اس گفتگو میں نہیں پڑنا چاہتا کہ کیا الزامات لگائے گئے ہیں، کیا اس کی حقیقت ہے، کیا اس کا پس منظر ہے، کون کیا کھیل کھیل رہا ہے۔ اس پر پہلے بھی بات ہو چکی ہے۔ میں خالی اس مسئلے کو اٹھانا چاہتا ہوں کہ وہ ہمارا ایک بہت بڑا قومی اثاثہ ہے اور اس کو اس طریقے سے ضائع ہونے دینا میں سمجھتا ہوں کہ قومی جرم ہوگا۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے دردمندی کے ساتھ چاہتا ہوں کہ ہم یہ مسئلہ پارٹی سیاست سے بالا تر ہو کر بلکہ میں یہ کہوں گا کہ پوری امت مسلمہ اس لئے کہ ڈاکٹر خان صرف پاکستان کا نہیں پوری امت مسلمہ کا اثاثہ ہیں اور اس پہلو سے ماضی میں جو

کچھ ہوا وہ اپنی جگہ لیکن اس کی جان بچانا 'اس کو مناسب مواقع دینا اور اس حبس کی کیفیت سے نکالنا جس میں وہ گرفتار ہیں اور جس کی وجہ سے ایک ایسی قیمتی متاع ہماری ضائع ہو رہی ہے اور جیسا کہ اس میں خطرہ ظاہر کیا گیا ہے خدانخواستہ اگر یہ stroke, paralysis یا کوئی اور بری خبر تک پہنچتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ذمہ داری حکومت پر ہی نہیں بلکہ پوری قوم پر ہو گی۔ تو اس بناء پر میں آپ کے توسط سے جناب والا اس مسئلے کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ حکومت اس معاملے کو seriously لے اور قوم کے جذبات کا احترام کرے ۔بیرونی حکومتوں کے مفادات کیا ہیں proliferation کس کس نے کیا ہے آپ کو معلوم ہے کہ اب یہ بات بھی سامنے آ گئی ہے کہ انڈیا اس میں ملوث ہے 'آپ کو معلوم ہے کہ South Korea اس کام کو کر رہا ہے اپنے وسائل سے ۔ یہ ایک خاص سکینڈل ہے جو بنا دیا گیا ہے لیکن میں اس سے ہٹ کر یہ بات کرتا ہوں کہ خالص humunitarian بنیادوں پر اس مسئلے کو urgently لینا چاہیے ۔ میں اس بات کا مطالبہ کروں گا کہ گورنمنٹ اس ایوان میں ہمارے سامنے سارے حقائق رکھے اور ان کے لئے زندگی کو آسان بنائے اور جس crisis میں وہ اور پوری قوم مبتلا ہے اس سے انہیں نکالیں۔ شکریہ ۔

جناب چیئر مین، جی وسیم صاحب ۔

Senator . Wasim Sajjad: Sir , I think there can be not two opinions that we all have great respect and regard for Dr. A.Q.Khan for his contribution to Pakistan Nuclear Programme there should be no doubt about it and the news which appeared yesterday did cause concern to a large segment of the people of Pakistan. But today in the newspapers there is also a contradiction which has appeared which has been issued which states that he does suffer from some ailments particularly he had blood pressure and also he has taken medicines and the statement which has been officially put in press says that his condition is OK and there is no

cause for concern. Never the less sir, since the question has been raised, I would ask the Minister for Interior or whoever is the person dealing this, to make a more detailed statement for the House in this Session. Thank you.

جناب چیئرمین، جی ڈاکٹر بلیدی صاحب ۔ اس کے بعد خواجہ اکبر آپ ۔

RE: ULEMA's ARE BEING MURDERED IN OPEN DAY LIGHT.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! ایک اہم مسئلے کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ، وزیر داخلہ صاحب بھی موجود ہیں ، کراچی میں اس مہینے کی 9 تاریخ کو مفتی جمیل اور مولانا نظیر احمد تونسوی کو دن دیہاڑے شہید کیا گیا اور اس سے پہلے بھی مفتی شامزئی کو جامعہ بنوری اور اس سے پہلے بھی دو اور شخصیات کو وہاں شہید کیا گیا تو آج تک ان کے قاتلوں کا کوئی سراغ نہیں لگایا گیا ہے ۔ جناب والا! اس سے پہلے کورکمانڈر پر جو حملہ کراچی میں ہوا تھا ان کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کیا گیا ،جو صدر مملکت پر حملہ ہوا تھا ان کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کیا گیا ۔ ان کی جان اور ایک عام پاکستانی کی جان میں کیا فرق ہے ۔ بڑوں پر جو حملے ہوتے ہیں ان کے قاتل گرفتار ہوتے ہیں اور ایک سازش کے تحت علماء کرام اور مدارس کے خلاف اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ایک گہری سازش کے تحت یہ قتل عام ہو رہا ہے ۔ جناب چیئرمین! میں وزیر داخلہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ وردی کے حوالے سے ملک میں امن و امان ہے ، کیا امن وامان اسی کو کہتے ہیں کہ لوگوں کی جان و مال کا کوئی تحفظ نہیں ہے ۔

جناب والا! مفتی جمیل صاحب غیرمتنازعہ شخص تھا ۔ اس کی وجہ سے تعلیم کے میدان میں "اقراء" کا ایک ادارہ ہے جس میں اب بھی پچاس ہزار طالبعلم زیرتعلیم ہیں اور وہ ختم نبوت کے ایک ادارے سے منسلک تھا ۔ اس کا سیاست سے کوئی واسطہ نہیں تھا نہ وہ فرقہ واریت میں ملوث تھا تو ایسے شخص جو اس ملک کے لئے اہم ہیں اور جو پوری قوم کے لئے فائدہ مند ہیں تو کیا ان کے شہید کرنے میں حکومت کی ایجنسیاں ملوث نہیں ہیں ؟ اگر حکومت کی ایجنسیاں ملوث نہیں تو اب تک ان کے قاتلوں کو گرفتار کیوں نہیں کیا گیا ؟ اب تک کسی کو یہ پتا

ملوث نہیں تو اب تک ان کے قاتلوں کو گرفتار کیوں نہیں کیا گیا؛ اب تک کسی کو یہ پتا نہیں کہ ان کو کس نے مارا ہے ۔ دن دیہاڑے باقاعدہ روڈ پر ان پر فائرنگ کی گئی اور آج تک ان کے قاتلوں کا کوئی سراغ نہیں ہے ۔میں وزیر داخلہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمیں وقت دیں اور بتا دیں otherwise ایم ایم اے اس ہاؤس سے احتجاج کرے گی ۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں ۔ شہزاد وسیم صاحب ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر آپ کے Rules of Procedure میں ہے اور Rule 75 میں بھی specifically یہ لکھا ہوا ہے کہ "matter which has been discussed in the National Assembly." وہ یہاں پر بھی discuss ہوئی اس پر at length بحث ہو چکی ہے' وہاں پر 19 adjournment motion لائی گئی تھیں'

they were clubbed together, everything was discussed at length. When a matter has been discussed in either House, it cannot be brought back on the floor at least for four months

یہ Rule 75 کا Sub-rule ہے اور یہ clear cut ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کیونکہ یہ چیزیں نیشنل اسمبلی کے session میں بڑی detail سے discuss ہوئیں' علماء حضرات نے بھی' ہمارے معزز اراکین نے بھی' بہت ساروں نے اس میں حصہ لیا اور جو ہماری categorical statement is required by the government وہ ہمارے Interior Minister صاحب نے at length and depth دی تھی ۔ چونکہ یہ criminal cases بعد میں register ہو جاتے ہیں' مسئلے کے حوالے سے تو وہاں اجازت دے دی گئی' اب یہ investigation میں ہے'

basically it is subjudice and it is under the investigations and something is with the court. I will humbly submit that when thing has been very much discussed and is not permitted by the Rules of Procedure even. I will

request the honourable Chair that it may not be repeated on this floor.

جناب چیئرمین، جی وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد : جناب چیئرمین ! جہاں تک rules کی بات ہے اور مفتی جمیل صاحب جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہ بڑے قابل قدر اور قابل احترام شخصیت تھے، ان کے قتل کے بارے میں تفتیش ہو رہی ہے اور پوری کوشش کی جائے گی کہ جو ملوث ہیں انہیں پکڑا جائے۔ جب بھی کوئی اطلاع ملی ہم اسے ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر شہزاد وسیم صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم ، مفتی جمیل صاحب ایک نہایت قابل احترام اور غیر متنازعہ شخصیت تھے۔ بلاشبہ ان کا قتل ایک قومی المیہ ہے۔ اسی طرح مختلف terrorist activities میں جتنے بھی واقعات ہوئے ان سب کی مذمت ہی کی جا سکتی ہے اور ابھی تک آپ نے دیکھا ہے کہ جو گورنمنٹ کا ریکارڈ ہے کہ مختلف terrorists واقعات کے ہمیں clue ملے ہیں اور لوگوں کو کیفرکردار تک بھی پہنچایا گیا ہے۔ اسی طرح مفتی جمیل صاحب کے سلسلے میں بھی پوری طرح تحقیقات جاری ہیں اور ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ جلد از جلد ان لوگوں کو کیفرکردار تک پہنچایا جائے گا، ہماری طرف سے اس سلسلے میں کوئی کسر روا نہیں رکھی جائے گی۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر اکبر خواجہ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ ، جناب چیئرمین آپ کا شکریہ۔ میں آپ کی توجہ PTV کی biased coverage کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کل کا جو unfortunate incident ہوا، اس میں Law Minister کو ہیرو اور اپوزیشن کے members کو ولن کی طرح پیش کیا گیا جو کہ قابل مذمت ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی assurance کے باوجود PTV نے میری speech کو cover نہیں کیا۔

I hope you will take care of it. Thank you.

Mr. Chairman: Mr. Sana Baloch.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ ،جناب چیئرمین ! جس طرح کل اسلام آباد میں بھی بم دھماکے

ہو گئی ہے کہ کہیں نہ کہیں خلل ضرور ہے اور کوئی کسر انہوں نے باقی چھوڑی ہے کہ جس کے باعث پاکستان میں امن و امان کی صورتحال بہتر نہیں ہے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک پاکستان میں ایک ہی طرح کے بدامنی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ بلوچستان میں گزشتہ مئی میں گوادر میں صرف ایک بم دھماکے کو جواز ٹھہرا کر وہاں کی Frontier Corps کو لامتناہی اور غیر محددو اختیارات دے دیئے گئے۔ District Gwadar بلوچستان کا ایک سرحدی ضلع ہے اور وہ سمندر کے ساتھ بھی منسلک ہے۔بلوچستان کی تقریباً نصف آبادی کی معاشی رسد اسی علاقے سے آتی ہے۔ ایک بم دھماکے کو جواز ٹھہرا کر وہاں پورا ضلع Frontier Corps کے حوالے کر دیا گیا، پاکستان کے آئین میں، قوانین میں اور قواعد میں اس بات کی کوئی اجازت نہیں کہ Frontier Corps district administration کو supercede کر جائے اور وہاں پر ایک تصور Chief Security Officer کا دے دیا گیا، ایک بریگیڈیئرکو District Gwadar کا Chief Security Officer مقرر کر دیا گیا ہے اور پورے گوادر کی economically blockage ہوئی ہوئی ہے۔ اس وقت جو بلوچی بولنے والے لوگ ہیں وہ بھی گوادر میں داخل ہونے سے محروم ہو رہے ہیں۔ ہم نے اس کا رونا کافی دفعہ رویا ہے، ہم نے اسے کمیٹی میں بھی take up کیا، اس کمیٹی کی recommendations تقریباً تین چار ماہ بعد آئی ہیں۔ ہم نے اس کو Committee میں بھی take up کیا ہے، Committee کی recommendations تین چار مہینے کے بعد آئی ہیں لیکن اس وقت تک گوادر کے لوگ تو بھوکے مر رہے ہیں۔ کل مجھے فون آیا ہے کہ روزوں کے مہینے میں کیونکہ ان کی ساری رسد کی اشیاء، خوراک کی اشیاء ایران سے آتی ہیں، اگر پاکستان سے خوراک وہاں جاتی ہے تو اس کی قیمت 200, 300 فیصد زیادہ ہو جاتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں کھانے کے لئے آٹا تک نہیں ہے، ہمارے گھر میں دالیں تک نہیں ہیں، انڈے تک نہیں ہیں، مرغی تک نہیں ہے، کچھ بھی سامان نہیں ہے۔ Frontier Corps والے جو بلوچی بولتا ہے، اس کو اتار کر اس کی پگڑی اچھالتے ہیں، اس کے جوتے اتارتے ہیں، اس کو کہتے ہیں کہ یہاں سے پیدل جاؤ۔ Sir, ہم نے کبھی اس طرح کی ترقی کی خواہش نہیں کی تھی کہ جس میں ہماری عزتِ نفس مجروح ہو، جس میں ہم اپنے بچوں کو دو وقت کی روٹی دینے کے محتاج ہوں جس میں

ہم اپنی ہی زمین سے محروم کر دیئے گئے ہوں۔ لہذا' میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ بدامنی تو پورے ملک میں ہے' اسلام آباد کو بھی کسی chief security officer کے حوالے کیوں نہیں کیا جاتا' کسی بریگیڈیئر کے حوالے کیوں نہیں کیا جاتا کیوں اسے Frontier Corps کے حوالے نہیں کیا جاتا' کیوں یہاں پر cantonments نہیں بنائی جاتیں؛ بلوچستان کے ساتھ سوتیلے پن کا سلوک ہے' اس کو خدا کے لئے بند کریں اور گوادر میں-----

جناب چیئرمین : ثناء صاحب ! تشریف رکھیں ' let him answer your point. میں عرض کروں کہ یہ مشاہد صاحب والی کمیٹی بھی چل رہی ہے' یہ Frontier Crops کے issue کی پوری presentation بھی لے رہی ہے' اس میں بھی ہو گا تو Minister صاحب یہاں موجود ہیں' he will take this issue immediately.

سینیٹر آغا پری گل : جناب چیئرمین ! نور جہاں پانیزئی صاحبہ جوکہ سینیٹ کی Deputy Chairman رہ چکی ہیں' تو کل ان کی والدہ فوت ہوگئی ہیں' میں نے کہا کہ اب ان کے لئے دعا کریں۔

جناب چیئرمین : دعا کریں۔

(اس موقع پر دعا کی گئی)

جناب چیئرمین : ثناء صاحب کے point پر آپ۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم : Sir, یہ بلوچستان کے سلسلے میں جس طرح ابھی میرے معزز رکن نے FC کا بھی ذکر کیا ہے' اور بھی معاملات تھے۔ میری ان سے یہی گزارش ہو گی کہ بلوچستان کمیٹی اسی لئے بنائی گئی تھی کہ consensus کے ساتھ کسی نتیجے پر پہنچا جائے۔ تو میرے خیال میں وہ بہتر forum ہے جہاں ان کو discuss کر لیا جائے۔

Mr. Chairman: I think, take it up immediately, decision جو وہاں ہو سکتا ہے' let us know that. Mr. Asfandyar Wali,

سینیٹر اسفند یار ولی : میں جس نکتے پر بولنا چاہتا تھا' وہ تو آپ نے close کر دیا۔

ہماری پشتو میں کہتے ہیں کہ عید گزر جائے تو پھر لوگ مہندی دیواروں پر لگاتے ہیں' ہاتھ پر نہیں لگاتے۔ جس نکتے پر میں -----

جناب چیئرمین: آپ کا جو point ہے' raise کریں۔

سینیٹر اسفند یار ولی: میرا خیال ہے کہ I was the first person from this side while Dr. sahib was responding, I was the person who was standing up لیکن ---

Mr. Chairman: Person from your side before you raised the point

مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر اسفند یار ولی: ٹھیک ہے. sir, that point is finished.

Mr. Chairman: O.K, this will be the last point of order, Mr. Kakar, then we must go on with the business of the House.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج کے newspaper میں American spokesman کی طرف سے ایک بیان آیا ہے کہ حکومت پاکستان is playing vital role to separate good Talibans from bad Talibans. تو آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیاہم ان کے کوئی bargaining agents ہیں' ان کے ٹھیکیدار ہیں کہ پہلے ایک چیز یہ create کرتے ہیں' ان کو مختلف نام دیتے ہیں' ان کو اپنے schools میں freedom fighters پھر کبھی مجاہدین کہتے ہیں' کبھی terrorists قرار دیتے ہیں' جب clash آتا ہے تو پھر جو دینی جماعتیں پاکستان میں ہیں' ان کے سر پر دے مارتے ہیں۔ اب انہوں نے کیا نئی game چلائی ہے' پہلے ہم کو اپنے ملک کے مسائل سے تو چھٹکارا ملے پھر ہم good اور bad کو علیحدہ کریں۔ یہاں پر بھی تو good and bad elements ہیں' پہلے ان کو درست کیا جائے۔ اس پر کچھ روشنی ڈالی جائے کہ یہ جو چھیڑخانی ہم کر رہے ہیں' اس میں ہمیں کوئی brokerage ملتا ہے' کوئی نیک نامی ملتی ہے۔ ہم ان کی good books میں نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں' Minister صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم ، اگر کسی American spokesman نے کوئی بیان دیا ہے تو میں اس positionمیں نہیں ہوں کہ میں اس کے بیان کے حق میں دلیل دوں یا اس کی مخالفت میں دلیل دوں۔ حکومت پاکستان کی جو اپنی پالیسی ہے' وہ بالکل clear ہے اور ہم سب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔

Mr. Chairman: We will take up the leave applications.

تشریف رکھیئے' آپ کا جواب آ گیا ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: We will continue with discussions. The first speaker for today is Prof. Khurshid Ahmad.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ:جناب چیئرمین! میں ایک منٹ لوں گا۔

Mr. Chairman: I think

ہو گیا کافی Point of Order. We have to go on

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ:جیسے آپ فرمائیں۔

جناب چیئرمین:جی جناب بنگزئی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ:بہت شکریہ جناب چیئرمین! چند ماہ پہلے آپ نے ----

Mr. Chairman: I think he has a Point of Order. We have certain

جیسے پہلے کہا کہ coordination رکھیں Let us take on the business of the House now. The first speaker today is Prof. Khurshid Ahmad.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khwaja: I will take half a minute.

سینیٹر وسیم سجاد: اگر half a munute ہوا تو ایک منٹ ادھر سے ہوگا پھر half

a minute تو اس طرح کافی دیر لگ جائے گی۔

جناب چیئرمین: ہو گیا خواجہ صاحب۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ، آپ نے assurance دی تھی کہ private channels کو اس ایوان میں لایا جائے گا۔ Private Channels آئیں گے کہ نہیں آئیں گے؟ یہ پی ٹی وی کا biased media کب تک ہمارے ساتھ یہ سلوک کرے گا اور کب تک ہم پوری coverage نہیں پائیں گے؟

جناب چیئرمین، کس نے assurance دی تھی؟

Senator Dr. Muhammad Akbar Khwaja: There was a discussion, there was a proposal.

Mr. Chairman: The matter is being looked at.

ابھی تک final نہیں ہوا۔ I am aware of but we will again check on that.

Khurshid Sahib. بنگزئی صاحب خورشید صاحب floor پر ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! ہمارے پی ٹی وی پر وزیر برائے مین پاور و اورسیز کا بیان نشر ہوا ہے میں ذرا اس کے بارے میں وضاحت چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ بیروزگاری کو کم کرنے کے سلسلے میں ہم ملائیشیا اور کویت میں دو لاکھ بندے بھیجنے والے ہیں۔ میں ان کے اس بیان کا خیرمقدم کرتا ہوں لیکن میں ان سے یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں اس ایوان کو بھی اعتماد میں لیتے ہوئے اراکین کے لئے ایک کوٹہ مخصوص کریں تاکہ ہم جہاں بھی جاتے ہیں تو لوگ روزگار کے بارے میں مختلف باتیں کرتے رہتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر ہر سینیٹر اور ایم این اے کو دو سو یا چار سو بندوں کا کوٹہ دے دیا جائے تو اس سے کم از کم علاقے میں روزگار اور خوشحالی آئے گی۔

جناب چیئرمین: اس میں وہاں سے جو hire کرتے ہیں وہی final اور select بھی کریں گے۔ تاکہ ان کو صحیح لوگ ملیں۔ بہرحال وسیم سجاد صاحب نے سن لیا ہے بات پہنچا

دیں گے ۔ جی پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

LEGISLATION: BILL RE: 17TH CONSTITUTIONAL AMENDMENT.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم ۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس بل کے سلسلے میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ہے اور میں آپ سے اور ایوان کے سارے بھائیوں اور بہنوں سے دل کی گہرائیوں سے یہ درخواست کروں گا کہ جو گزارشات میں پیش کر رہا ہوں ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں ۔ میں انشاء اللہ اپنی بات جس حد تک ممکن ہے اختصار سے اور دلائل کے ساتھ پیش کروں گا ۔ اور میرے پیش نظر دستور ، پاکستان ، پاکستان کی پارلیمنٹ اور یہاں جمہوری نظام کے مستقبل کا مفاد ہے ۔ جس پر میری نگاہ میں ہمارے وجود ، ہمارے استحکام ، ہماری ترقی ، ہمارے عالمی کردار کا انحصار ہے ۔ یہ ایک بڑا ہی نازک لمحہ ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کی بدنصیبی ہے کہ ایک ایسا قانون پارلیمنٹ میں غور کرنے کے لئے بھی پیش کیا گیا ہے ۔ لیکن اگر یہ آ گیا ہے تو بہرحال ہمارا فرض ہے کہ ہم نے جو عہد اپنے اللہ سے ، اور جو عہد ہم نے دستور کے ساتھ وفاداری کے ساتھ کیا ہے اس کی روشنی میں اس کے اوپر غور کریں گے ۔

جناب والا! میں سب سے پہلی بات تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قانون سازی کا اختیار مقننہ کو ہے ۔ لیکن مقننہ اس معاملے میں مادر پدر آزاد نہیں ۔ مقننہ قانون سازی کرسکتی ہے اسی فریم ورک کے اندر جو دستور نے اسے دیا ہے ۔ جو اس کے اختیارات ہیں یہ مسلمہ اصول جمہوریت کے بھی ہیں اور اسلام کے بھی ہیں۔ سب سے پہلے اسلام کا اصول ہم اپنے ذہنوں میں تازہ کر لیں۔ اسلام کا اصول یہ ہے کہ بنیادی قانون مسلمان فرد اور مسلمان قوم کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت ہے یعنی قرآن اور سنت۔ (عربی) وہ جو اپنے تمام معاملات کو اللہ کے دئیے ہوئے قانون کے مطابق طے نہیں کرتے وہی کافر ہیں، وہی فاسق ہیں، وہی

ظالم ہیں۔ قرآن نے صاف کہا ہے کہ (عربی) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے معاملات میں اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور اپنے میں سے اولوالعزم کی اور جب تمہارے درمیان کوئی تنازعہ ہو یعنی اختلاف ہو تو لوٹو اللہ اور اس کے رسول کی طرف۔ گویا کہ وہ final arbit ہے۔ اسی لئے یہ اصول طے کیا گیا کہ (عربی) کہ مخلوق کی اطاعت جس کے نتیجے میں خالق کی نافرمانی آتی ہو اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ ہمارا بنیادی اصول ہے۔ اسی لئے اگر پارلیمنٹ کی ۱۰۰ فیصد اکثریت بھی جس چیز کو اللہ نے حرام کہا ہے اسے حلال قرار دے تو وہ قانون ناجائز ہوگا، فاسق ہوگا، باطل ہوگا اور غلط ہوگا۔ جمہوریت کے اصول بھی یہ ہیں کہ وہ تمام ممالک جن میں written Constitutions ہیں وہاں قانون سازی Constitution کے تابع ہوتی ہے۔ کوئی قانون جو دستور سے متصادم ہو اگر بن بھی جائے تو وہ void رہتا ہے اور اس کو void قرار دینے کا ایک process ہے لیکن اس کو legislatory نہیں ملتی حتیٰ کہ جہاں written constitutions نہیں ہیں، وہاں بھی یہ چیز مانی جاتی ہے کہ وہ جو مسلمہ اصول ہیں انسانی آزادی کے universal values ہیں کوئی خراب قانون سازی نہیں ہوسکتی۔ یہاں میں آپ کے سامنے ایک بڑا اہم juridical اصول رکھنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ Neuramberg and Tokyo tribunals جو دوسری جنگ کے بعد ہوئے۔ یہ اصول قانون کی تاریخ میں ایک سنگ میل ہے۔ اس عدالت نے جس بناء پر اپنے فیصلے کئے وہ یہ تھا کہ ملک کے قانون سے بھی بالا ایک قانون ہے۔ ملک کی competent authority بھی ان basic universal values کے خلاف کوئی حکم جاری نہیں کر سکتی اور اگر کرتی ہے تو وہ legal نہیں ہوگا۔ اسی بنیاد پر میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ Neuramberg tribunal کے اندر نازی جرمنی کے چیف جسٹس پر مقدمہ چلا ہے۔ چیف جسٹس پر الزام یہ تھا کہ اس نے انسانیت کے خلاف جرائم جو کئے جا رہے تھے ان سے نہیں روکا۔ چیف جسٹس کا دفاع یہ تھا کہ جو بھی اقدامات کئے وہ competent authority نے direct کئے تھے اور Act of Parliament کے تحت یہ کام کئے گئے تھے۔ Neuramberg Court کا فیصلہ یہ ہے کہ جو Act of Parliament universal values کے خلاف ہو، natural justice کے خلاف ہو، وہ void ہے اور انہوں نے چیف جسٹس کو life

imprisonment کی سزا اس بنیاد پر دی۔

جناب والا! میں بتانا چاہتا ہوں کہ ایک قانون جو دستور کے خلاف ہو، جو قرآن و سنت کے خلاف ہو، جو universal values کے خلاف ہو، اگر کوئی پارلیمنٹ اسے قانون بنا بھی دیتی ہے، جب بھی وہ قانون کی اصطلاح میں void ab initio یعنی اپنی تاریخ پیدائش سے باطل اور فاسد ہے۔ اس کی کوئی guarantee نہیں ہوگی۔ جناب والا! آج کے پارلیمنٹ، آج کے ایوان میری نگاہ میں جس مخمصے سے دوچار ہیں وہ یہ ہے کہ ایک ایسا قانون یہاں بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے جو Ab initio illegal, arbitrary and void ہے۔ کیوں ہے؟ میں آپ کو دلائل دیتا ہوں۔ سب سے پہلے چیز یہ ہے کہ دستور کو دیکھیں۔ دستور کا ایک واضح structure ہے۔ دستور کے اس structure کے اندر یہ بات طے ہے۔ جناب چیئرمین! اگر ایوان میں جو لوگ نہیں سننا چاہتے وہ باہر چلے جائیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

Mr. Chairman: There is due courtesy for us to hear the honourable Senator and any personal discussions should be held out side in the lobby. We must attend to the speech of the honourable Senator.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اسی دستور پر عمل کا ہم نے حلف اٹھایا ہے۔ اس میں president کی جو حیثیت ہے، وہ ایک متعین اختیارات کا حامل ہے۔ cabinet system کے اندر، پارلیمانی نظام کے اندر صدر کا عہدہ ہے۔ بلاشبہ اس دستور میں ترامیم ہوئی ہیں اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ ان ترامیم کے ذریعہ سے جو original balance تھا، وہ متاثر ہوا ہے لیکن میں for argument-sake جو اس وقت کی position ہے، اسے چاہتا ہوں کہ اس کو لے کر آگے چلیں۔ جناب والا! اس میں صدر کی حیثیت Chief Executive کی نہیں بلکہ سربراہ مملکت Federation کے نمائندہ کی علامت ہے اور وہ مجبور ہے کہ وزیر اعظم کی، cabinet کی advice پر تمام معاملات طے کرے، اس کے علاوہ یہ کہ جہاں اسے دستور discretionary power دیتا ہے۔

جناب والا! اسی دستور نے یہ بات بھی طے کر دی ہے کہ اختیارات کا اصل منبع

پارلیمنٹ ہے لیکن پارلیمنٹ structure of the Constitution change نہیں کر سکتی۔ اس structure کے اندر وہ قانون سازی کر سکتی ہے۔ اسی لئے یہ بات بھی طے کر دی گئی کہ Armed Forces کا role اس ملک میں دفاع وطن ہے۔ یہ جو ایک جملہ چل گیا ہے کہ territorial and ideological boundaries کا دفاع فوج کا کام ہے' اس کے متعلق جناب والا! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ یہ دستور' سیاسی نظام 'سیاسی آداب اور جمہوریت کے خلاف ہیں۔ territorial boundaries کا دفاع اس کا فرض ہے۔ ideological boundaries کا دفاع کرنا پارلیمنٹ کا کام ہے اور قوم کا کام ہے اور ٹھیک ہے کہ اگر کوئی ideological threat ہو اور وہ threat ملک کی boundaries پر اثر انداز ہو رہی ہو تو بلاشبہ سول نظام کے تحت فوج کو call کیا جائے گا لیکن فوج خود یہ کام نہیں کر سکتی۔ فوج دفاع وطن اور فوج سول معاملات میں انتظامیہ کی مدد کے لئے بھی انتظامیہ کے احکام کی پابند ہے۔ Articles 243, 244 and 245 بالکل clear ہیں۔ اس لئے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہر وہ قانون جو ملک کے دستور کے structure کو تبدیل کرے' وہ ایک واحد قانون ہوگا لیکن میں اس سے آگے بڑھ کر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جس طریقے سے قانون کو لایا جا رہا ہے' یہ تو clearly دستور کا subversion ہے۔ میں ایک بار پھر Article 244 کے تحت جو code تمام army کے officers کے لئے prescribed کی گئی ہے' اسے پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں کہ "That I will not engage myself in any political activities whatsoever."

اگر یہ دستور لاگو ہے اور ہم نے اس کا حلف لیا ہے اور اس کے تحت ہم نظام چلا رہے ہیں تو ہر وہ چیز جو army, کو army, کے سربراہ کو اور army کے دوسرے officers کو کوئی سیاسی role دیتی ہے' وہ دستور کا subversion ہے اور جناب والا! دستور کا subversion Article 6 کے تحت ایک high treason ہے۔ میں سب سے پہلی بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دستور کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی اور اس وقت جو قانون کا مسودہ ہمارے زیر غور ہے' مجھے بڑے دکھ سے یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ وہ clearly دستور کے پورے structure کو' دستور کے clear احکامات کو violate کر رہا ہے' subvert کر رہا ہے اور اس پر اس ایوان کی طرف سے تائید میری نگاہ میں سیاسی اعتبار سے اور پارلیمانی اعتبار سے ایک قسم کی خودکشی

ہے۔

دوسری بات جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس قانون کا ایک background بھی ہے اور background سے ہٹ کر اس پر غور نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ background یہ ہے کہ سترھویں دستوری ترمیم کے اوپر ایک سال تک مذاکرات ہوئے۔ ان مذاکرات کے بعد ایک package طے ہوا۔ اس package میں ہم نے کچھ concessions دیں، کچھ چیزیں concede کیں اور اس کا کچھ *quid pro quo* لیا وہ ایک compact social contract تھا اور اس سلسلے میں، میں اپنے محترم بھائی سینیٹر ایس ایم ظفر صاحب کی کتاب جو بہت ہی بروقت آئی ہے اور جس میں اس کا پورا پس منظر، انہوں نے پوری دیانت کے ساتھ دیا ہے؛ میں وہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس کتاب کو انہوں نے بڑے ہی سہل انداز میں لکھا ہے سب سے پہلے قرآن پاک کی سورۃ النحل کی پچانویں آیت انہوں نے دی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ in case not your oaths to practice deception between yourself اور قرآن بھرا پڑا ہے اس بات سے، احادیث نبوی بھری پڑی ہیں اس چیز سے کہ عہد وپیمان فطری معتبر، فطری بنیادی شے ہے اور عہد کو توڑنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ خود انہوں نے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالےٰ کا واقعہ quote کیا ہے اور یہ بڑا تاریخی واقعہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب معاہدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر لیا تو اس کے بعد ایک صحابی اس حالت میں آئے کہ ان کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا تھا، ان پر ظلم ہو رہا تھا اور وہ کسی طرح قریش کے ظلم سے جان چھڑا کر مسلمانوں کے پاس آ گئے لیکن چونکہ معاہدے میں یہ شق تھی کہ قریش سے کسی کو نہیں لیا جائے گا، قریش آئے کہ آپ ہمیں انہیں واپس کیجیے اور حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنا سارا حال بتایا لیکن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ صحیح ہے، تم مظلوم ہو، ظلم تسلیم کیا جا رہا ہے لیکن ہم نے عہد کر لیا اور ہم اس عہد سے روگردانی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالےٰ تمہاری مشکل کو آسان کر دے۔ یہ ہے جناب والا! جسے خود ایس ایم ظفر صاحب نے dialogue اور اس process کی بنیاد کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ بات بھی بہت صاف الفاظ میں کہہ دی ہے کہ اصل issue کیا تھا؛ اصل issue تھا ہی یہ کہ

اگر ہم صدر صاحب کے extra constitutional, supra constitutional, or violative of constitutional اقدامات کو بحالت مجبوری ایک exit strategy کےطور پر قبول کر رہے ہیں تو اس کی وجہ سے کچھ قیمت ادا کرنی تھی اور وہ قیمت یہ ہے کہ National Security Council ایک constitutional body کی حیثیت سے نہیں بنے گی ، دستور سے ان دفعات کو نکالا جائے گا اور یہ بات کہ صدارت اور Army Chief کے دونوں عہدے وہ ساتھ ساتھ نہیں رکھ سکتے ہیں، انہیں لازماً ان میں سے ایک عہدہ چھوڑنا ہوگا اور پھر بات vague نہیں تھی بلکہ negotiations کے اندر یہ commitment ہوئی کہ وہ Chief of Staff کا عہدہ چھوڑ دیں گے ، رد و کد تاریخ پر ہوتی رہی اور بالآخر یہ طے ہوا کہ 31st December, 2004 تک وہ لازما یہ عہدہ چھوڑ دیں گے البتہ اتنا اختیار انہیں ضرور دیا گیا کہ اس اثنا میں کس تاریخ کو وہ یہ کام کرتے ہیں ، یہ ہم ان پر چھوڑتے ہیں ۔ یہ exit strategy تھی لیکن یہ social contract کا حصہ تھی اور یہ بات crucial تھی اور 17th Constitutional Amendment stands or falls in view of respect of the whole contract, اگر یہ whole contract باقی نہیں رہتا ہے تو پھر وہ باقی نہیں رہتی ، اس کی legitimacy moral بھی اور میری نگاہ میں legal and constitutional بھی ختم ہو جاتی ہے ۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب میں ساری تفصیلات ایس ایم ظفر صاحب نے دیانتداری کے ساتھ پیش کر دی ہیں ۔ اور ایک موقع ایسا بھی آیا جہاں ایم ایم اے کی طرف سے یہ بات کہی گئی کہ کیا 63-(1) d اس کام کے لیے کافی ہے اور کیوں ناں اس کے ساتھ آرٹیکل ۴۳ دستور کا شامل کیا جائے لیکن ہمیں یہ بات کہی گئی کہ ہم پر trust کیجئے اور اس کو ہم یہاں لا رہے ہیں اس کا احترام کیا جائے گا اور اسی پر میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صدر صاحب نے صرف ایم ایم اے سے نہیں publicly کہا کہ یہ ایک دستوری پروژن ہے اور دستوری پرویژن کے بعد یہ قوم سے commitment ہے اور قوم سے ہی بلکہ پوری دنیا سے commitment ہے ۔ اس میں انہوں نے صاف الفاظ میں جو بات کہی ہے اس کو دیکھنا بہت ضروری ہے۔میں آپ کو وہ الفاظ سنانا چاہتا ہوں تاکہ پوری چیز آپ کے سامنے آ جائے۔صدر صاحب فرماتے ہیں کہ آخری مسئلہ وردی کا تھا ۔ یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے یہ ایک مشکل فیصلہ تھا ۔ میں نے پاکستان اور بیرونی دنیا میں ہمیشہ یہ کہا کہ صدر کا

وردی میں ہونا جمہوریت کا حصہ نہیں ہے۔ یہ غیر جمہوری بات ہے لیکن پاکستان کے حالات کے حوالے سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ میں کہتا رہا ہوں کہ مجھے اس کا احساس ہے کہ یہ جمہوری نہیں اور مجھے کسی مرحلے پر یہ وردی اتارنا ہوگی۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے بہت سے خیر خواہ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں اپنی وردی نہ اتاروں کیونکہ وہ پاکستان کی سلامتی کے لیے فکر مند ہیں، میں بھی پاکستان کی سلامتی کے لیے فکر مند ہوں، مجھے پاکستان کی ترقی کی بھی فکر ہے۔ میں نے حالات پر گہرا غور و خوض کیا اور ان کا جائزہ لیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو ایک طرف رکھ کر اس کا جائزہ معروضی طور پر لیا ہے، میں نے پاکستان کی سلامتی کے لیے بھی سوچا اور سیاسی ہم آہنگی کے لیے بھی۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس مسئلے پر صحیح وقت پر فیصلہ کرنا بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ میں نے محسوس کیا کہ فیصلے کا یہی وقت ہے، اور مجھے فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں دسمبر 2004ء تک اپنی وردی اتار دوں گا اور چیف آف آرمی اسٹاف کے منصب سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ اس عرصے میں، میں خود ہی قطعی تاریخ کا فیصلہ کروں گا۔ آخر میں، میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے یہ فیصلہ کرنے میں میری رہنمائی کی۔ میں اس موقع پر پاکستانی قوم کو مبارک باد دیتا ہوں اور میں اپنی طرف سے قوم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں پاکستان کی ترقی اور خود مختاری پر کوئی آنچ نہ آنے دوں گا۔ اللہ ہم سب کی حفاظت کرے۔

جناب والا! میں نے یہ پورا آپ کو پڑھ کر سنایا ہے۔ کہ یہ ایک فیصلہ تھا۔ ایک commitment تھا ایک constitutional obligation تھی۔ یہ محض ایک مشورہ نہیں تھا۔ ایک option نہیں تھا۔ option کیا تھا۔ option صرف اتنا تھا کہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۴ء سے پہلے پہلے اگر اکتوبر میں وہ یہ کام کر دیں نومبر میں کر لیں لیکن زیادہ سے زیادہ وہ اس کو ۳۱ دسمبر تک لازماً کریں گے۔ یہ option نہیں تھا کہ ۳۱ دسمبر کے بعد بھی اس کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اب جناب والا! ایک لطیف نکتہ یہ اٹھایا گیا ہے کہ آرٹیکل ۴۱ میں لکھا ہوا ہے کہ not with understanding anything in the constitution جناب والا! میں نے بھی اس کو پڑھا ہے لیکن میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل ۴۱ ایک compact article ہے۔ اس کو نہیں کیا جا سکتا اور اسی آرٹیکل ۴۱ کے اندر شق ۷، جس میں یہ ترمیم کی گئی ہے کہ 63(1) D اور ۴۱

دسمبر سے enforce ہوگی یہ cover کرتی ہے۔اس پوری provision کو اور اس کو use نہیں کیا جا سکتا۔ اس exepmtion کے لیے جو otherwise understanding کی بناء پر نکلتی ہے تو میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک constiutional obligation ہے۔اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیا اس میں ترمیم ہو سکتی ہے۔جناب والا! 63(1)D کے اندر ایک rider موجود ہے کہ کسی عہدے کو قانون کے ذریعے سے exempt کیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں بڑے ادب سے عرض کروں گا اور محض قانونی موشگافی نہیں کر رہا ہوں۔ بلاشبہ یہ باریک قانونی نکتہ اور یہ ایک اخلاقی نکتہ ہے اور وہ یہ کہ آرٹیکل (7)41 میں سترھویں ترمیم کے ذریعے جو ترمیم کی گئی وہ general نہیں تھی وہ specific تھی ۔جناب جنرل پرویز مشرف صاحب کے دوسرے عہدے کو جاری رکھنے پر اور اس وقت جو قانون لایا جا رہا ہے وہ بھی general نہیں ہے کہ ہرسربراہ مملکت دو عہدے رکھ سکتا ہے بلکہ صرف موصوف کے لئے یہ لائی جا رہی ہے۔میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک دستوری ترمیم کے ذریعے سے ایک person specific, date specific فیصلہ دستور کے اندر کیا گیا تو پھر آرٹیکل 63(1)(d) کی یہ شق کہ کسی عہدے کو مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے وہ اس پر applyنہیں کر سکتی۔ وہ ان عہدوں پر تو apply کر سکتی ہے جن کو دستور نے coverنہیں کیا۔ بات general عہدوں کی نہیں ہو رہی بات specificہے۔ اس لئے جو چیز specifically دستوری ترمیم کے ذریعے سے طے کر دی گئی ہے اس کے لئے کوئی قانون سازی ہو ہی نہیں سکتی۔ چونکہ یہ دستوری ترمیم نہیں بلکہ یہ simple قانون کے ذریعے ایک ڈھونگ رچایا جا رہا ہے۔ یہ آئین subvert کیا جا رہا ہے اس لئے اس کا کوئی legal جواز نہیں ہو سکتا۔ اس کا کوئی سیاسی جواز نہیں ہو سکتا۔

جناب والا! خالص قومی اعتبار سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ دستور کے پورے structure کو سبوتاژ کرنا ہے، دستور میں صدر کا جو رول متعین کر دیا گیا ہے اس سے serious departureجو اخلاقی commitmentسے ہوا ہے اس کا violation ہوا ہے اور میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اخلاق کا معاملہ ایک ایسے عہدے کے سربراہ اور ایک ایسی پارلیمنٹ کے سلسلے میں محض ایسی moralچیز نہیں ہے جس کی politicalاور قانونی implicationنہ ہو۔ میری نگاہ میں credibility اور legitimacy دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور جو سربراہ مملکت، جو معاہدے کے

فریق، جو پارلیمنٹ ایسے معاملات کو طے کرنے کے بعد اس سے فرار اس سے انحراف ، اس کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کرے وہ صرف اپنی credibility lose نہیں کرے گی وہ اپنی legitimacy بھی lose کرے گی۔ اور legitimacy lose کرنے کے بعد مسئلہ صرف فوج کے سربراہ کا نہیں پھر صدر مملکت کا بھی ہوگا۔ پھر پارلیمنٹ کا بھی ہوگا۔ جناب والا! یہ ایک serious معاملہ ہے اس کے بعد میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسئلہ محض ایک فرد کا نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اس وقت صدر پرویز مشرف کا 31 دسمبر کے بعد چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے کو جاری رکھنے کا مسئلہ ہے لیکن دراصل یہ علامت ہے اس بات کی کہ ملک کی سیاست میں فوج کا role کیا ہوگا۔ شخصی حکمرانی اور فوجی حکمرانی یہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ میں جناب والا! آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں مجھے اجازت دیجئے کہ میں دو اہم فوجی افراد ہی کی آپ کو رائے بتا دوں۔ ایک جنرل اسد درانی ہے جو آئی ایس آئی کے چیف بھی رہے ہیں اور سفارتی ذمہ داری بھی انہوں نے ادا کی ہے۔ انہوں نے ابھی ایک مضمون لکھا ہے اور اس میں بڑی بنیادی بات کہی ہے جو میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے آئے، خود پوری فوج کے اور فوج کے سربراہ کے سامنے آئے۔

After all the commitment was now part of our Constitution, could not be violated without good political reason. It is at least not a good one.

وہ کہتے ہیں کہ

I do not belive that the President has any desire to further complicating the situation. That some people were likely to take to the seats with a good chance then becoming valiant is an unsettling thought.

میں جو جملہ چاہتا ہوں آپ سب غور سے سنیں۔

That the disorder would inevitably be blamed on a General's everlasting just of Uniform, might well become embarrassing and what if the Uniform did not provide any relief, no I don't think a President in battle in full battle ..

دوسرا جناب والا ! میں چاہوں گا کہ جنرل کے ایم عارف کی کتاب "KHAKI SHADOW"

جس کا مقدمہ میرے محترم بھائی وسیم سجاد صاحب نے لکھا ہے ۔ ذرا یہ بھی سامنے رہے یہ بڑی اہم کتاب ہے اور ایک former Vice Chief of Staff جو جنرل ضیاء الحق کا چیف آف سٹاف بھی تھا اس طرف سے پوری story ہے فوج کی involvment کی ۔ اس کی کیا قیمت قوم نے ادا کی ہے ۔ کیا اس کے positive sides تھے کیا اس کے negative sides تھے ۔ یہ سب اس کے اندر آئے ہیں ۔ لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ جو اس کا conclusion ہے بڑا اہم ہے اور زیادہ وقت نہیں ورنہ میں آپ کو اور تفصیل سے چیزیں سناتا لیکن یہ جو میں سنا رہا ہوں یہ سننے کے لائق ہے وہ کہتے ہیں ۔

The army also tasted political power, " intoxicating and bitter. And in the process learnt a lesson , the most important being that politics and soldiering are full time professions, each requiring undivided attention. The military interventions in Pakistan bore heavy price tags for the country and for the army itself. The cost is best avoided in the greater interests of both. The army faces a great responsibility and a bright future. The future of the country is inseparably linked with democracy."

یہ سولجرنگ اور پریذیڈنسی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتی اس کے چلنے کا معنی ملک کے مفاد کو نقصان ہے اس کے معنی فوج کو نقصان ہے ۔یہ فوج سے ہمدردی نہیں یہ فوج کے ساتھ ظلم ہے ۔یہی پیغام ایوب کے دور کا ہے ۔ یحییٰ کے دور کا ہے ' ضیاء کے دور کا ہے اور مشرف کے دور کا ہے ۔ ہمیں آنکھیں کھول کر ان تمام چیزوں کو سمجھنا چاہیے اور اس کے بارے میں ایک صحیح موقف اختیار کرنا چاہیے ۔

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ فوج کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے اور فوج کو جس طرح اپنے ذاتی ' سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ اس ملک کے ساتھ اور فوج کے ساتھ دوستی نہیں ہے یہ دشمنی ہے ۔ جناب والا! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں میرے پاس سارا material موجود ہے کہ کیا لوگ آپ سب کے بارے میں کہہ رہے ہیں آپ صرف پچھلے تین مہینے کے Herald اور News line کو دیکھ لیجئے ۔فوج کے

بارے میں لوگوں کے احساسات اور جذبات کس طرح متاثر ہوئے ہیں ۔ اگر اس ملک کی فوج کو دفاعی قوت رہنا ہے اور یہ بہت ضروری ہے ،ہم اس فوج کو ایک مستحکم ، جاندار دفاعی قوت دیکھنا چاہتے ہیں، بنانا چاہتے ہیں لیکن بدقسمتی سے وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں اس وقت فوج کی قیادت ہے وہ فوج کو ایسے کانٹوں کی وادی میں لے جا رہے ہیں جہاں مجھے ڈر ہے کہ پھر عوام اور فوج ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوں گے ۔خدا نہ کرے کہ وہ وقت آئے لیکن جس قوم میں بھی ،جس ملک میں بھی فوج اور قوم کے درمیان تصادم ہوا ہے وہاں فوج بچی ہے نہ ملک۔ ایران کو دیکھ لیں ، چلی کو دیکھ لیں ، دنیا کے کسی بھی ملک کو دیکھ لیں ۔خدا کے لئے فوج کو اس direction میں نہ لے کر جائیں فوج کے لئے بھی یہ ضروری ہے اور ملک کے لئے بھی ضروری ہے کہ دونوں دھارے الگ الگ ہوں فوج پوری قوم کی متفق علیہ اور غیر متنازعہ دفاعی قوت ہو جب ہی وہ اپنا کام ادا کرسکتی ہے وہ اس طرح ادا نہیں کرسکتی ۔

جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جو بات اس وقت کہی جا رہی ہے کہ جنرل صاحب اور ان کے کچھ حواری ملک کے استحکام ، policies کی continuity دہشت گردی کے خلاف جنگ اقتصادی اصلاحات ان کی وجہ سے یہ بات کر رہے ہیں ۔یہ بڑا ہی عجیب اور تکلیف دہ معاملہ ہے ۔ اگر آپ دیکھیں کہ جنرل پرویز مشرف صاحب نے خاص طور پر اس وقت BBC کو جو انٹرویو دیا تھا وہ غور سے پڑھ لیں اور اس کا تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے ۔ ان سے پوچھا گیا یہی سوال اور انہوں نے کہا کہ :

"now we are jumping the run as I would say who is talking of election. I asked the question whether the Pakistanis want you to continue as the President. Now what happens in October, we will see."

اس کے بعد وہ کہتے ہیں میں unity of command کا قائل ہوں اور unity of command کے بارے میں بڑی اہم بات ہماری سامنے آتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ :

"No, does that mean more power for the President."

یہ سوال تھا۔ کہتے ہیں،

"No, I don't beleive that at all, now this word "power" is not really

understood by every one. What is power? What really do we mean by power, I am a firm believer, being from the army, in the unity of command. You can never have duplicity of command, the government will never function, no organization can function, unless there is.. unity of command. So, I am a firm believer that power is to govern, power is to run the government, run the country, must be vested in the Prime Minister of Pakistan."

میں repeat کرتا ہوں کہ "I am a firm believer that power to govern, power to run the government, run the country, must be vested in the Prime Minister of Pakistan. But there has to be a check and balance on him on his performance, he is supposed to function well. He is supposed to function in a democratic manner, honestly and that is where, the watch dog's role is required. So that is not power, the watch dog role is not power, power to function and run the government is the power. He has the same power.

جناب والا! معلوم ہے کہ انہوں نے بھی یہ commit کیا تھا کہ unity of command, restoration of democracy کے بعد Chief Executive پرائم منسٹر ہو گا۔ اب کیا کہا جا رہا ہے، اب یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر میں وردی نہ رکھوں تو میں کمزور ہو جاؤں گا، میری بات میں وزن نہیں رہے گا، میری باتیں چل نہیں پائیں گی اور پالیسی میں تبدیلی آ جائے گی۔ میں اپنے ایوان کے ان بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ ذرا اس پر غور کریں کہ اس کے معنی کیا ہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ وزیراعظم قابل اعتماد نہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ rulling party قابل اعتماد نہیں، اس کی معنی یہ ہیں کہ Cabinet قابل اعتماد نہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ فوج ۔قابل اعتماد نہیں، جب تک کہ یہ سب ایک شخص کی گرفت میں نہ ہو پالیسیاں بدل جائیں گی۔

جناب والا! اس سے بڑا عدم اعتماد کا اظہار جنرل صاحب کے اپنے سارے کارنامے،

اس پارلیمنٹ، اس حکومت، اس Prime Minister پر نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے یہ بات بار بار کہی ہے اور اس سلسلے میں، میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ جو بڑا اہم interview انہوں نے نیویارک میں دیا ہے، اسے غور سے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔اس سے آپ کے سامنے وہ mindset آتا ہے، میں اپنی طرف سے بات نہیں کروں گا گو اس کے لئے بھی اس چیز کا بڑا مواد موجود ہے، میں صرف فی البدیہہ حقائق ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں،

"Why can't you work without uniform as the President of Pakistan" یہ سوال امریکہ نیویارک میں ان سے کیا گیا اور وہ جواب دیتے ہیں:

"Well, I can. But it is the perception thing. If there is the perception that I have become weak, there can be political destabilization. The symptoms will manifest themselves in the minds of the people. The system will become weak. The Army is involved in an anti-terrorism campaign, which requires courage and guts. And you have serveral concerns. Can you see the Army in the campaign against terror if you are no more the Army Chief?

خدا کے لئے سوچیں آپ کیا کہہ رہے ہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ آرمی چیف ملک کو چلا رہا ہے۔ President, Cabinet, Parliament, اگر میں خود آرمی چیف نہ ہوں تو پھر آرمی کہیں اور چلی جائے گی، میں کہیں اور چلا جاؤں گا۔ اگر میں آرمی چیف نہ ہوں تو Prime Minister کہیں اور جائے گا، پارلیمنٹ کہیں اور جائے گی، کیبنٹ کہیں اور جائے گی، اس سے زیادہ بے حس، یہ security نہیں ہے insecurity ہے۔ انہیں insecurity کا احساس ہی نہیں ہے، انہوں نے insecurity کو institutionalize کر دیا ہے اور جب بھی آپ ایک فرد واحد کے پاس یہ سارے اختیارات رکھیں گے تو آپ سمجھ لیں کہ stability کبھی نہیں آ سکتی، security کبھی نہیں آ سکتی۔ اس سے زیادہ insecure situation کہیں اور ممکن نہیں۔ آگے چل کر وہ فرماتے ہیں، بڑی دلچسپ بات ہے، انہوں نے سوال کیا اور یہ بھی بتاتا ہوں کہ ذرا موجودہ حکومت میں جو لوگ بڑھ چڑھ کر تائید کر رہے ہیں، ذرا سن لیں کہ President صاحب نے کیا بات کہی ہے۔ سوال کیا تھا، ذرا مجھ سے سن لیں کہ،

Q. You had a lot of time to set these things straight in the last five years. Why din't you?

ذرا جواب سنیئے۔ فرماتے ہیں

A. Well, we have brought about many changes. Some of them have not matured. But I governed for only three years, then Mr. Zafarullah Jamali came, after the elections in 2002. For their performance I am not responsible. But more time is required for the changes we have initiated to mature for all reforms and restructuring of work.

وہ پھر پوچھتا ہے کہ:

Q. But Jamali resigned two months ago, and yet the people, you had reservations about are back. How did that happen?

فرماتے ہیں:

A. Listen, the team moves with the leader. He is the engine. Others are like carriages. Since the leader is the engine, the carriages move where the engine takes them. So, if the engine is defective, they will be bad too.

یہ Cabinet یہ وزیر اعظم، سابق وزیر اعظم، یہ rulling party coalition ان سب کو اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھنی چاہیے۔ سوال:

Q. But why the corrupt were not removed in the past?

A. Listen: there are hindrances, domestic and regional issues. We had other concerns as well. There has to be a balancing act between the need for reforms and issues such as the fight against terror. We do not thave an ideal situation. Everything cannot be decided on merits. We do not have an ideal environment. If we take a person who has a bad reputation and make him work, we should do so.

جناب والا! میں quote کرتا رہا ہوں، میں چاہ رہا ہوں کہ یہ لوگ ذرا غور کریں کہ کیا اس system پر اس سے بےاعتمادی سے زیادہ کوئی اور کر سکتا ہے۔ مجھے آپ تنقید کرتے ہیں کہ تم ان پر تنقید کر رہے ہو۔ ذرا سوچیئے کہ آپ کو کیا certificate دیا جا رہا ہے اور جو authority لی جا رہی ہے، وہ کیوں لی جا رہی ہے، وہ اس لئے لی جا رہی ہے کہ پارلیمنٹ کام نہیں کر سکتی، وہ اس لئے لی جا رہی ہے کہ Cabinet نہیں کر سکتی، وہ اس لئے لی جا رہی ہے کہ Prime Minister نہیں کر سکتا ہے، وہ اس لئے لی جا رہی ہے کہ فوج نہیں کر سکتی ہے۔ اِلّا یہ کہ ایک خاص فرد وہ صدر بھی ہو اور فوج کا سربراہ بھی ہو۔ Unity of command کے اصول کے تحت Prime Minister کو Chief Executive بنا دیا لیکن اصل command میرے پاس ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: مجھے اجازت دیں، یہ بڑا اہم مسئلہ ہے، یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کہا جا رہا ہے کہ وردی ضروری ہے، اس کے معنیٰ دراصل یہ ہیں کہ یہ پورا نظام house of cards کسی institution میں stability نہیں ہے اور اس کے معنیٰ آمرّیت کی طرف، جمہوریت کی نفی، صرف پارلیمانی نہیں، جمہوریت کی نفی، ٹھیک ہے کہ صدارتی نظام میں بھی جمہوریت ہوتی ہے لیکن جو ہم بنا رہے ہیں، وہ کیا ہے۔ وہ ایک قسم کی فوجی آمریت ہے، فوج کا سیاست میں دائمی role ہے اور یہ وہ چیز ہے جسے یہ قوم کبھی بھی قبول نہیں کرے گی۔ اس کے لئے ہمیں جو قربانی دینی پڑے گی، ہم وہ دیں گے۔ جناب والا! میں یہ بات صاف کہنا چاہتا ہوں کہ جن حالات سے ہم سب گزر رہے ہیں، اس کا کوئی end نہیں ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہی بات ایوب صاحب نے کہی تھی stability and development یہی بات جنرل ضیاء الحق نے کہی تھی stability and development اور یہی بات پرویز مشرف صاحب کہہ رہے ہیں stability and development لیکن stability and development اس کے زمانے میں آئی، نہ ضیاء صاحب کے زمانے میں آئی اور نہ اس زمانے میں آرہی ہے۔ پاکستان Army پر Kohen ایک

مشہور writer ہے جس کی ایک کتاب آئی ہے اور فوج کے تعاون سے آئی ہے۔ اس کی ابھی ایک کتاب آئی ہے "The Idea of Pakistan" جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سے ایک quotation آپ کو سنا دوں۔ جس میں وہ کہتا ہے کہ اگر پانچ سال مشرف برسر اقتدار رہ کر stability and development نہیں دے سکے تو پھر اگلے چار سالوں میں بھی نہیں دے سکتے ۔ تو پھر اس کی رائے کیا ہوئی؛

جناب والا ! issue بنیادی یہ ہے ۔ میں آگے بڑھنے سے پہلے یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم پر دو تین اعتراضات کئے گئے ہیں ۔ مجھے موقع دیں کہ میں ان کی وضاحت کر دوں ۔ لیکن اس سے پہلے میں ایس ۔ ایم ۔ ظفر صاحب کا مشکور بھی ہوں لیکن ان کا میں ایک فقرہ ضرور سنانا چاہتا ہوں ۔ میں نے سارے mark کئے ہوئے ہیں لیکن وقت کی قلت کی بنا پر سارے نہیں پڑھ سکتا ۔ ایک بات بڑی تفصیل سے انہوں نے کی اور وہ یہ تھی کہ 17th Amendment کا اصل objective صرف ایک تھا اور وہ یہ تھا کہ فوج کی سیاست میں مداخلت کو ختم کردیا جائے۔ ٹھیک ہے ہم نے active کردار ادا کیا اور اس پر مہلت دے دی ۔ لیکن اس کا اصل جواز یہ تھا کہ اس کے لئے انہوں جو اپنی تقریر یہاں کی تھی اور جسے انہوں نے اپنی اس کتاب میں پیش کیا ہے اسکے حوالے کے طور پر ، میں اس کو دہرانا چاہتا ہوں ۔ وہ کہتے ہیں ،

I shall now come to my last conclusion sir. The time has come that we must look forward and must go forward. We are in the new millennium. Now this is the time for all of us to commit, for all parliamentarian to commit, for all political leaders and workers to commit as what is a fact for the active society to commit including the armed personnels and members of the armed forces that there shall be no more, any intervention from the military but this we can achieve by good governance and by being able to show our results in Parliament.

تو جناب والا ! اصل issue تھا یہی اور اسی کو focus کرنا چاہتا ہوں کہ جو قانون آ رہا

ہے اگر یہ بدقسمت پارلیمنٹ خدانخواستہ اسے پاس کر دیتی ہے تو میری نگاہ میں ، قانون کی نگاہ میں ، دستور کی نگاہ میں ، اخلاقی اور سیاسی طور پر وہ bad law ہو گا ۔ لیکن وہ چھرا گھونپیں گے ہم اس social contract اس vision پر جس پر ساری گفتگو ہوئی ہے وہ یہ کہ ہم کس طریقہ سے فوج کو سیاست سے الگ کریں ۔

جناب والا! میں آپ کی اجازت چاہوں گا صرف دو تین باتیں اور ضروری ہیں جو کہہ دوں ۔ یہ کہا گیا ہے کہ ایم ۔ ایم ۔ اے نے وعدہ خلافی کی ہے ۔ جناب والا ! اس سے بڑا جھوٹ اور کوئی نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے کہ خود ظفر صاحب کی کتاب گواہ ہے کہ ایم ایم اے نے کسی سٹیج کے اوپر یہ commit نہیں کیا تھا کہ ہم vote of confidence دیں گے بلکہ تحریری معاہدے کے اندر لکھا ہوا ہے کہ ایم ایم اے ووٹ دینے کی پابند نہیں ہوگی ۔ صرف ایک پابندی تھی کہ یہ موجود رہیں گے اور اس کے خلاف کوئی activity نہیں کریں گے ۔ ہم نے اس letter and spirit کو پورا کیا ۔ دوسرا ہمارے ساتھ قصہ یہ تھا کہ نیشنل سیکورٹی کونسل دستوری ادارہ نہیں بنے گی البتہ اگر حکومت چاہے ' ان کے پاس اکثریت ہے تو وہ اسے ایک Act of Parliament کے طور پر لا سکتی ہے ہم نے کہیں یہ commit نہیں کیا تھا کہ ہم اس کی تائید کریں گے ۔ بلکہ ہم نے صاف کہا تھا کہ آپ کے پاس اکثریت ہے جو آپ چاہیں کریں ، ہم اس میں party بننے کو تیار نہیں ۔ لیکن اس کے باوجود جناب والا ! جب یہ قانون آیا ہے ہم نے اس پر بات چیت کی کوشش کی ، ہم نے اسمبلی اور سینیٹ میں بھی ترامیم پیش کیں ۔ حکومت نے کوئی مذاکرات نہیں کئے ۔ اسے قابل قبول بنانے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی ۔ ہمیں اس کے بارے میں کوئی دوش نہیں دیا جا سکتا لیکن ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر دستور کی ترمیم ، سترہویں ترمیم ایک fraud اور cheating کی بنیاد پر کرائی گئی ہے ۔ اگر ذہن کچھ اور تھا اور یہاں کہا کچھ اور گیا اور پتا نہیں یہ الہامی شعر یا کس طرح ظفر بھائی کو یہ مل گیا ۔ لیکن کتاب کے back کے اوپر انہوں نے یہ اقبال کا شعر دیا ہے --

بے چارہ پیادہ تو ہے اک مہرہ ناچیز فرزیں سے بھی پوشیدہ ہے شاطر کا ارادہ

شاطر کا ارادہ کیا تھا ؟ اگر تو شاطر کا ارادہ fraud تھا ' cheating تھی تو پھر 17th Constitutional Amendment بھی non-entity تھا ۔ ہر وہ قانون ، ہر وہ معاہدہ ' ہر وہ

پالیسی جو cheating اور fraud پر مبنی ہو وہ کبھی کامیاب نہیں رہ سکتی۔

جناب والا! میں آپ کو یاد دلاؤں کہ امریکہ نے فراڈ اور cheating غلط information دینا، حقائق کو conceal کرنا یہ enough reason ہے President of United States of America کے خلاف impeachment کا۔ کلنٹن صاحب کے impeachment کی proceeding reports ذرا پڑھ لیجیے۔ اخلاقی نوعیت جو بھی ہو لیکن سینیٹ جس issue کو address کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ صدر نے غلط بیانی تو نہیں کی ہے، جھوٹ تو نہیں بولا ہے، cheating تو نہیں کی ہے، فراڈ تو نہیں کیا ہے؟ اگر یہ سارا کا سارا معاملہ فراڈ اور cheating پر مبنی تھا تو فوج کے court کے اندر بھی اور international law کے اندر بھی کوئی contract جو cheating پر مبنی ہو، جو فراڈ پر مبنی ہو وہ contract نہیں رہتا۔

جناب والا! تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہے اصل position۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

اس کے ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ 17th Constitutional Amendment کا ایک declared issue تھا اور وہ یہ تھا کہ وزیر اعظم پارلیمنٹ کے ۱۲ افراد پر ایک کمیٹی بنائیں گے جو وہ سارے قوانین جو مارشل لاء کے زمانے میں آئے ہیں بشمول Constitutional Amendments and L.F.O وہ اس پر غور کریں گے اور اس میں کیا چیز جاری رہنی چاہیے اور کیا دلیل رہنی چاہیے اس کے بارے میں پارلیمنٹ کے سامنے رپورٹ لائے گی۔ جناب والا! دوسری cheating یہ کی گئی ہے کہ وہ کمیٹی نہیں بنائی گئی۔ اس کا کوئی کام نہیں کیا گیا۔ یہ declared policy تھی۔ House کے اندر ہے اور agreement کے اندر ہے۔ ظفر صاحب! یہ کتاب اٹھا کر دیکھ لیجیے اس کے اندر یہ چیز موجود ہے۔ یہ اس کا ایک حصہ تھا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے گی جو اس بات کو examine کرے گی۔ میں جناب والا! آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور میں اس میں اپنے شدید، غم اور دکھ کا اظہار بھی کرنا چاہتا ہوں کہ فوج کی قیادت میں اس قسم کی بد عہدیاں پائی جاتی ہیں۔ میں یاد دلانا چاہتا ہوں اور میں نے یہ بات پارلیمنٹ میں بھی کہی ہے اور مذاکراتی ٹیم سے بھی کہی ہے اور آج میں اس کو پھر ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جنرل ضیاء الحق صاحب کے ساتھ جب 1985 میں ایک Constitutional Amendment پر

بات ہو رہی تھی۔ مذاکراتی ٹیم نے ان سے بار بار اصرار کیا اور میں tribute پیش کرنا چاہتا ہوں جنرل عارف صاحب کو کہ انہوں نے یہ بات اندر بھی کہی اور باہر بھی کہی کہ مارشل لاء اور جمہوریت ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ اور جب یہ طے ہوا کہ مارشل لاء 31 دسمبر 1985 سے ختم ہوگا تو جنرل صاحب کا یہ وعدہ تھا کہ وہ وردی اتار دیں گے۔ انہوں نے ہم سے commit کیا تھا۔ جب انہوں نے اپنی تقریر میں اس کا اعلان نہیں کیا تو ہم نے ان کو تقریر کے دوران چٹ بھیجی کہ آپ کا وعدہ تھا لیکن آپ نے یہ اعلان نہیں کیا۔ انہوں نے وہ چٹ اپنی جیب میں رکھ لی اور کوئی اعلان نہیں کیا۔ مجھے خوشی ہے کہ جنرل عارف نے ایمانداری سے کام لیا ہے اور اس نے اس کتاب کے اندر اس واقعے کو اس پس منظر میں بیان کر دیا ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے commit کیا تھا کہ وہ فوجی وردی اتارے گا لیکن اس نے نہیں اتاری۔ پھر اسی بناء پر ہم نے کہا تھا کہ اب یہ ضروری ہے کہ یہ دستوری ترمیم کا حصہ ہو کہ ایک 'sunset clause ایک take off date مقرر ہو۔ sunset clause کے معنی sunset ہوتے ہیں sunrise نہیں ہوتے Cut off کے معنی یہ ہیں کہ وہ آخری تاریخ ہو۔ پھر ہم نے اس کو شامل کر لیا۔ لیکن اب اس سے بڑا فراڈ اور اس سے بڑی cheating جو ہے وہ اس قوم کے ساتھ اور دستور کے ساتھ کی جا رہی ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ آپ فوجی حکومتوں میں شریک رہے ہیں۔ میں اس بات کو نہیں کہنا چاہتا کہ کہنے والوں کا اپنا کردار کیا ہے؟ لیکن میں پوری دیانتداری کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ کم از کم میں اور جماعت اسلامی JUI ساڑھے نو مہینے کے لئے جنرل ضیاء الحق صاحب کے ساتھ Cabinet میں ضرور بیٹھے تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے لیکن یاد رکھیئے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب دستور in abeyance تھا دستور اس وقت operative نہیں تھا اور ہم نے شرکت کی تھی ایک contract کے تحت اور وہ contract یہ تھا کہ مرکز اور صوبوں میں provisional governments بنیں گی جو totally political ہوں گی اور ان میں کوئی فوجی نہیں ہوگا۔ اور ہماری Cabinet میں جنرل ضیاء الحق کے علاوہ کوئی فوجی نہیں تھا۔ صرف ٹیکنوکریٹس اور political لوگ تھے اور اس میں تھا کہ چند مہینوں کے اندر اندر نئے انتخابات کروائے جائیں گے اور جس دن انتخابات کی تاریخ کا اعلان ہوا یعنی 23 مارچ 1979، اسی دن ہم نے publicly کہہ دیا تھا کہ ہم مستعفی ہو رہے ہیں۔ ہمیں نکالا نہیں گیا تھا بلکہ ہم نے استعفی

دیا تھا لیکن میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کوئی دستور نہیں تھا۔ آج situation اس سے مختلف ہے، آج دستور operative ہے۔ آج دستور نے فوجی وردی اتارنے کے لئے ایک cut off date دے دی ہے۔ ایک specific provision موجود ہے اور اس کے بعد اگر آپ کہتے ہیں کہ وردی جاری رہ سکتی ہے تو یہ ایک بالکل different چیز ہے۔

جناب والا! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی بات کہنے کا موقع دیا۔ میرے پاس پیش کرنے کے لئے ابھی بہت material تھا لیکن میں ایک آخری بات کرکے اپنی تقریر conclude کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ افراد میں سے کوئی فرد بھی ابدی نہیں ہوتا ہے۔ ہم سب فانی ہیں۔ اگر ملک میں استحکام پیدا ہو سکتا ہے تو اصول اور اداروں کی بنیاد پر ہو سکتا ہے اور اداروں سے ہٹ کر جس نے بھی اپنی ذات کے استحکام کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے، اس نے اپنے ساتھ اور قوم کے ساتھ کوئی انصاف نہیں کیا۔ ایوب صاحب کا کردار دیکھیئے کہ جب انہیں hear stroke ہوا تھا، اس وقت کس طرح سارا نظام ہل گیا تھا اور انہیں بیماری کے عالم میں بھی wheel chair پر بیٹھے ہوئے TV پر دکھایا گیا۔ جب وہ عوام کے احتجاج کی بنیاد پر رخصت ہوئے تو کیا ہوا کہ اپنے ہی بنائے ہوئے دستور کے مطابق انہوں نے کام نہیں کیا بلکہ فوج کو انتظام سنبھالنا پڑا۔ جناب والا! میں وہ مشہور جملہ سنانا چاہتا ہوں جو پہلی جنگ کے بعد فرانس کے Prime Minister نے کہا تھا۔ اس سے کسی نے کہا کہ Mr. Clamishor, you are indispensable for France. اس نے کہا کہ my friend, graveyard is full of indispensable persons. اورکوئی person indispensable نہیں ہے۔ اس لئے جناب والا! اگر استحکام آ سکتا ہے تو صرف اصول کی بنیاد پر اور امانت کی بنیاد پر آ سکتا ہے۔

جناب والا! میں اپنی گزارشات کو قرآن پاک کی آیات پر ختم کرنا چاہتا ہوں جنہیں میرے بھائی ایس۔ ایم۔ ظفر نے پیش کیا ہے۔ انہوں نے سورۃ النحل کی آیت 51 پڑھی ہے اور میں اس کے ساتھ آیت 52 بھی پیش کرتا ہوں۔ میں اس کا صرف ترجمہ سنا رہا ہوں۔

ترجمہ اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم نے اس سے کوئی عہد ڈالا ہو اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ ڈالو جب کہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو، اللہ تمہارے

سب اعمال سے باخبر ہے۔ تمہاری حالت، ذرا اور سنئیے، قرآن پاک کیا کہہ رہا ہے۔ تمہاری حالت اس عورت کی سی نہ ہو جائے جس نے اپنی ہی محنت سے سوت کاتا اور پھر اپنے ہی ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ تم اپنی قسموں کو آپس کے معاملات میں فریب کا ہتھیار بناتے ہو تاکہ ایک قوم، دوسری قوم سے بڑھ کر فائدے حاصل کرے۔ حالانکہ عہد وپیمان کے ذریعے اللہ نے تم کو آزمائش میں ڈالا ہے۔ ضرور قیامت کے روز تمہارے اختلافات کی حقیقت تم پر کھول دے گا۔ جناب والا! اگر ہم سب اللہ سے عہد، قوم سے عہد، دستور سے حلف اور اس ملک کے سیاسی نظام کو ایک فرد کی انا، خواہش اور اقتدار کی ہوس کی خاطر پامال کرتے ہیں تو پھر مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکیں گے۔ خدا کرے کہ وہ برا وقت نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کی حفاظت کرے۔ قیادت ہوش کے ناخن لے اور خود جنرل پرویز مشرف ہوش کے ناخن لے، اپنی آنکھیں کھولے اور ان حدود کے اندر رہنے کی کوشش کرے جو کہ دستور نے اور پارلیمنٹ نے ان کے لئے طے کی ہیں۔ اگر ان کا احترام نہیں کرے گا تو مجھے ڈر ہے کہ پھر یہ قوم کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ غاصبوں، ایسے ظالموں کو جو دستور اور نظام کو تباہ کرنے کے درپے ہوں اور میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں ---

(ڈیسک بجائے گئے)

کہ اب ایک تحریک اٹھے گی اور وہ تحریک محض ایک فرد کے لئے نہیں ہوگی بلکہ وہ اس اصول کے لئے ہوگی، وہ جاری رہے گی جب تک فوج کا role ان حدود کے اندر نہیں آ جاتا جو دستور نے طے کی ہیں اور سیاست میں مداخلت کا راستہ ہمیشہ کے لئے بند نہیں کیا جاتا۔ ہم اس کے لئے committed ہیں اور ہم یہ جدوجہد اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک یہ مقاصد حاصل نہیں کر لیتے اور میں یہ بتا دوں کہ یہ تحریک پر امن ہوگی، جمہوری ہوگی اور قانون اور دستور کے مطابق ہوگی۔ یہ ایسی موثر تحریک ہوگی جس میں عوام کے احساسات، جذبات اور ان کے غصے کو کوئی روک نہیں سکے گا۔ خدا کرے کہ اس وقت سے پہلے ہوش کے ناخن لے لئے جائیں اور ہم ایک راستہ نکال لیں جس سے یہ ملک ترقی کے راستے پر چل سکے۔و آخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین۔ جناب محمد عباس کمیلی۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ' جناب چیئرمین صاحب ! ابھی ابھی پروفیسر خورشید صاحب نے بڑی مدلل تقریر کی جس میں آئین کے حوالے سے بھی گفتگو کی گئی اور قرآن و سنت کے حوالے سے بھی ' شریعت کے حوالے سے بھی۔ عہد کو پورا کرنے کی بھی بات کی گئی ۔ میں ان کی گفتگو سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی بات یہاں سے شروع کروں گا کہ یقیناً قانون کا ماخذ قرآن و سنت ہے ' قرآن و سنت ہی ہے جو قانون کا ماخذ ہے لیکن مجھے اب یہ بھی بتایا جائے کہ قرآن و سنت میں وردی کی نفی کہاں کی گئی ہے ' وردی کی شرعی حیثیت پر گفتگو کی جائے۔

(Interruption)

Mr. Chairman: Please hear the honourable speaker.

سینیٹر محمد عباس کمیلی۔ وردی کے خلاف قرآن میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے اور قرآن کی 6666 آیتوں میں سے کون سی آیت ہے جو یہ کہتی ہے کہ ایک وقت میں دو عہدے نہیں رہ سکتے۔

(Interruption)

سینیٹر محمد عباس کمیلی۔ ابھی بتاتا ہوں ' ابھی بتاتا ہوں بے فکر رہیں ' میں نے خاموشی سے آپ کو سنا، میری گفتگو بھی آپ کو خاموشی سے سننی ہوگی۔ آئیے قرآن و سنت کی بات کرتے ہیں، آئیے سیرت طیبہ کی بات کرتے ہیں ' اسلام کی تاریخ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی تاریخ ہے اور کیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیک وقت دونوں عہدے نہیں تھے' کیا وہ فوجی سربراہ نہیں تھے اور کیا وہ دینی سربراہ بھی نہیں تھے' وہ دینی اور دنیاوی سربراہ بھی تھے۔

(Interruption)

Mr. Chairman: No interruption please. Hear the honourable speaker. Let us have order in the House. Please hear the honourable

Senator.

Senator Wasim Sajjad: He has a right to be heard.

سینیٹر محمد عباس کمیلی۔ یہ حقیقت ہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دونوں عہدے تھے۔

(interruption)

Mr. Chairman: Order please.

سن لیں ان کی تقریر، جب آپ کو موقع ملے گا اس میں جو کہنا چاہیں کہہ دیں۔ let us have order in the House.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میرے خیال میں برداشت کرنا چاہیے۔

(interruption)

جناب چیئرمین: Honourable Senator کو سن لیں۔ Please hear the honourable Senator. ان کی تقریر سن لیں، اپنی تقاریر میں اس کا جواب دے دیجیے گا۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! پروفیسر خورشید صاحب نے تقریباً ایک گھنٹہ تقریر کی۔

(Interruption)

جناب چیئرمین: آپ ان کو سن لیں، اپنی تقاریر میں آپ جو کہنا چاہیں کہہ دیجیئے گا، تشریف رکھیے، اپنی تقاریر میں ان کو جو کہنا چاہیں کہہ دیں۔ کمیلی صاحب اپنی تقریر continue کریں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی۔ (عربی) تمہارے لیے بہترین نمونہ رسول پاک ہی کی ذات گرامی میں ہے۔ رسول صلعم کی سنت پر چلنا ہر مسلمان کے لیے واجب ہے۔ میں اس سے آگے بڑھ کر کہوں گا کہ خلفائے راشدین نے بھی دونوں عہدے رکھے ہیں۔ دونوں عہدے رکھے ہیں دونوں عہدے رکھے ہیں۔ ہمہ وقتی سربراہ مملکت بھی تھے فوج کا سالار عارضی طور پر کسی ایک جنگ کے موقع پر ہوتا تھا۔ کسی ایک معرکے پر ہوتا تھا۔۔۔

(شیم شیم)

سینیٹر محمد عباس کمیلی، دائمی نہیں ہوتا تھا---

(شیم شیم)

_Mr. Chairman: Order please

(شیم شیم)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی- جناب چیئرمین! یہ غلط ہے- ہم بھی ان کو نہیں بولنے دیں گے-

(شیم شیم)

جناب چیئرمین ، تشریف رکھیں - تشریف رکھیئے- تشریف رکھیئے- order please آپ بولیئے-

سینیٹر محمد عباس کمیلی، پوری تاریخ میں اگر کسی مفتی کا کوئی فتویٰ ہو تو یہاں لا کر پیش کیا جائے- کسی مفتی کا فتویٰ کیوں نہیں پیش کیا جاتا جہاں وردی کی مخالفت کی گئی ہو-----

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، Order in the House please. Yes Komali Sahib. تشریف رکھیں - آپ continue کریں- جی میں نے کہا کہ بیٹھیں- کمیلی صاحب کو بولنے دیں-

سینیٹر محمد عباس کمیلی، جناب والا! وردی قابل عزت ہے- وردی قابل احترام ہے ہے- وردی قابل تکریم ہے- وردی مقدس ہے، وردی کی توہین اسلام کی توہین ہے، وردی کی توہین قرآن کی توہین ہے----

(مداخلت)

سینیٹر محمد عباس کمیلی، وردی ہی کو سب سلام کرتے ہیں، وردی ہی کو نشان حیدر ملتا ہے، وردی ہی کو نشان جرات ملتا ہے- وردی فتح کی دلیل ہے---

جناب چیئرمین ، Please بولنے دیں - Order in the House جی پروفیسر

حیدر ملتا ہے' وردی ہی کو نشان جرات ملتا ہے۔وردی فتح کی دلیل ہے----

جناب چیئرمین ، Please بولنے دیں ۔ Order in the House جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔----

سینیٹر محمد عباس کمیلی، وردی کی مخالفت جہاد کی مخالفت ہے-----

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں---

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے ان کو بول لینے دیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر محمد عباس کمیلی، وردی مجاہد کی زینت ہے ' وردی مجاہد کی زینت ہے ۔ آپ وردی اتارنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔میں تو کہتا ہوں کہ ہر جہادی کو وردی ------

(مداخلت)

جناب چیئرمین، سینیٹر صاحب کو سنیں اپنی تقاریر میں جو کہنا چاہیں کہہ لیجئے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ان کو بول لینے دیجئے۔ اپنی تقریر میں جو کہنا چاہیں کہہ لیجئے گا۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، پورے ملک کو وردی پہنائی جائے۔ملٹری ٹریننگ لازمی قرار دی جائے۔ہر نوجوان باوردی ہو تاکہ فساد اور جہاد میں فرق واضح ہو سکے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین !---

جناب چیئرمین، وہ بول رہے ہیں ---

سینیٹر محمد عباس کمیلی، وردی میں جہاد ہوتا ہے ۔ بغیر وردی کے فساد ہوتا ہے ۔--

سینیٹر محمد عباس کمیلی، تو جناب عالیٰ! ---

(Interruption)

Mr. Chairman: Please sit down. Yes.

سینیٹر محمد عباس کمیلی، وردی کا مسئلہ کوئی مجھے بتائے کوئی آیت بتائے۔ کوئی حدیث بتائے۔ وردی کہاں سے حرام ہو گئی اور ایک ہی شے کبھی حلال اور کبھی حرام نہیں ہو سکتی جو چیز حلال ہے وہ ہمیشہ کے لیے حلال ہے جو حرام ہے وہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ۳۱ دسمبر تک جو شے حلال ہو' اس کے بعد حرام ہو جائے---

(ڈیسک بجائے گئے)

ایک ہی شے بیک وقت حلال و حرام دونوں نہیں ہو سکتیں جو شے عارضی طور پر حلال ہے وہ دائمی طور پر حلال ہے اور جو شے عارضی طور پر حرام ہے وہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ حلال و حرام روز بدلتے نہیں ہیں آپ اور ہم کون ہوتے ہیں حلال و حرام کو بدلنے والے اگر ہم نے حلال و حرام کو بدلا تو ہم دین کے دائرے سے نکل جائیں گے-----

(شیم شیم)

جناب چیئرمین، سن لیں۔ ذرا سن لیں ان کو اپنی تقاریر میں آپ جواب دینا چاہیں دے لیجئے گا۔

continue please

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ان کو ذرا سن لیں۔ بولیں آپ۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، اس سے مشرف کی وردی کا بھی تعلق ہے۔ اس سے ضیاء الحق کی وردی کا بھی تعلق ہے اس سے ایوب خان کی وردی کا بھی تعلق ہے کون ہے جس نے وردی کے گرد طواف نہیں کیا۔ کون ہے جو وردی کا پرستار نہیں رہا۔ کون ہے جو اس وردی کے سائے میں پروان نہیں چڑھا---

(ڈیسک بجائے گئے۔)

جناب چیئرمین، Interrupt نہ کریں۔ اپنی تقاریر میں آپ جو کہنا چاہیں کہہ لیجئے

گا۔ let the honourable Senator continue.

(مداخلت)

سینیٹر محمد عباس کمیلی، کون ہے جو وردی کا ممنون احسان نہیں ہے۔-------

(مداخلت)

سینیٹر محمد عباس کمیلی، جناب والا! منسٹری نہیں چاہیے ۔ منسٹری ٹھوکروں پر ہے آج تک کسی وردی کو ہم نے ریفرنڈم میں ووٹ نہیں دیا۔ لیکن وردی وردی میں فرق ہوتا ہے۔ یہ وردی وہ نہیں ہے جس نے اسلام کو بدنام کیا ہو یہ وردی وہ ہے جس نے پاکستان کا نام روشن کیا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز جمعہ کی اذان سنائی دی ۔)

تو جناب عالی! میں اپنے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ ذرا میری گفتگو کو تحمل سے سنیں۔ پھر اس کا جواب اگر ممکن ہے تو دیں، طریقہ کار یہی ہے۔ وردی، وردی میں فرق ہے، ہر وردی یکساں نہیں ہوتی، جس طرح ہر انسان ایک جیسا نہیں ہوتا۔ ہر ڈکیٹر ایک جیسا نہیں ہوتا۔ دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ وردی، ضیاء الحق کی وردی تو نہیں ہے، یہ ایوب خان کی وردی تو نہیں ہے۔ اس وردی نے کیا دیا اور کیا لیا۔ اس وردی سے ملک وقوم کو کیا فوائد پہنچے ہیں اور کیا نقصانات پہنچے ہیں۔ کیا اس وردی نے ملکی خزانہ لوٹا ہے یا ملکی خزانہ بھرا ہے۔ کیا اس وردی نے اسلام کی تذلیل کی ہے یا اسلام کا نام سربلند کیا ہے۔ کیا اس وردی نے فرقہ واریت کو جنم دیا ہے یا فرقہ واریت کو روکنے کی کوشش کی ہے۔ کیا اس وردی نے دہشت گردی کو فروغ دیا ہے یا اسے روکنے کی کوشش کی ہے۔ جناب عالی! اس وردی نے وہ کام کیا ہے جو آج تک کسی وردی نے نہیں کیا۔ یہ وردی ہی ملک کی بقاء کی ضامن ہے، ملکی سالمیت کی ضامن ہے۔ اسی وردی میں یہ جرات ہے کہ دہشت گردی کا قلع قمع کر سکے اس دہشت گردی نے ملک کے پورے Structure کو دیمک کی طرح چاٹ لیا تھا۔ اس وقت حالات ایمرجنسی کے ہیں اور ایمرجنسی میں ہر آئین معطل ہو جاتا ہے بہت سے قوانین بدل جاتے ہیں۔ جہاں تک اسلام کی بات ہے یقیناً قرآن و سنت قانون کا ماخذ ہے لیکن اکثر اوقات،

کر سکے اس دہشت گردی نے ملک کے پورے Structure کو دیمک کی طرح چاٹ لیا تھا۔ اس وقت حالات ایمرجنسی کے ہیں اور ایمرجنسی میں ہر آئین معطل ہو جاتا ہے بہت سے قوانین بدل جاتے ہیں۔ جہاں تک اسلام کی بات ہے یقیناً قرآن و سنت قانون کا ماخذ ہے لیکن اکثر اوقات، قرآن میں ناسخ و منسوخ بھی ہے۔ قرآن میں احکامات بدلتے رہے ہیں حتیٰ کہ قبلہ بھی تبدیل ہوا ہے لیکن سنت الہیٰ تبدیل نہیں ہوتی مقصد تبدیل نہیں ہوسکتا منشا تبدیل ہو سکتی ہے، طریقہ کار بدل سکتا ہے۔ آج حالت اضطرار ہے، اضطراری کیفیت ہے۔ ایمرجنسی کے حالات ہیں، ان حالات میں ملک اندرونی و بیرونی دشمنوں میں گھرا ہوا ہے۔ بیرونی دشمنوں سے خطرات ہیں، اندرونی دشمن سے زیادہ خطرات ہیں ان دونوں سے نبردآزما اس وردی والا ہی ہو سکتا ہے بغیر وردی والا صدر تو اس ملک کی معیشت پر بوجھ ہے۔ بغیر وردی کے صدور نے اس قوم کو کیا دیا؟ ایک ربڑ سٹمپ چاہتے ہیں آپ جو نہ فیصلہ کر سکے بلکہ ایوان صدر ہمیشہ سازشوں کا گڑھ بنا رہے اور اس سے پہلے بنا رہا ہے ۔آج اگر اختیارات یکجا ہو رہے ہیں تو اس میں قباحت کیا ہے نقصان کیا ہے اور کس کا نقصان ہے اور کس کا فائدہ ہے اس پر غور کریں ۔ کیا پاکستان کا نقصان ہے؟ کیا پاکستان کے عوام کا نقصان ہے ؟ کیا پاکستانی قوم کا نقصان ہے یا فائدہ ہے ؟۔ فائدہ یوں ہے کہ اس وردی نے ملک و ملت کا وقار بحال کیا ہے بلند کیا ہے عزت سے آج اس کا سر بلند ہے۔ آج وزیر اعظم کشکول لئے گداگری نہیں کرتا ۔آج خزانہ بھرا ہوا ہے ۔ آج ہم مقروض نہیں ہیں قرضوں کی بھیک نہیں مانگ رہے بلکہ ہم قرضوں سے نجات حاصل کر رہے ہیں ۔ہم IMF کی غلامی سے نکل رہے ہیں ۔ حالات یقیناً مکمل طور پر قابو میں نہیں ہیں لیکن ہر چیز کو ایک وقت لگتا ہے ۔ کار رسالت بھی 23برس میں تکمیل کو پہنچا تھا تو آج بھی کچھ وقت تو دیں ۔اب تک جو کچھ ہوا ہے وہ اطمینان بخش ہے، قوم کا اعتماد بحال ہوا ہے قوم کی عزت بحال ہوئی ہے اور ہم شکر گزار ہیں پرویز مشرف صاحب کے ۔میں پھر کہوں گا میں نے کسی ریفرنڈم میں کسی کو ووٹ نہیں دیا لیکن پہلی بار اس وردی کی حمایت کر رہا ہوں کہ اس وردی کو میں اس ملک اور ملت کی بقاء کے لئے ناگزیر سمجھ رہا ہوں اگر یہ وردی ہے تو یہ ملک ہے ۔اگر یہ وردی نہیں رہے گی تو یہ ملک بھی نہیں رہے گا۔ ملک کی سالمیت اسی میں ہے۔

(دوبارہ شروع ہوئی)

Mr.Chairman: Next speaker is Dr. Abdullah Riar.

Senator Dr. Abdullah Riar: Thank you Mr. Chairman. I think I am the lucky one of the right time. The morning was quite loaded. I hope I will stay within the confine of the subject. My only request is sir, if you want to interrupt me, interrupt me now, so that I can complete my arguments later. I would try to be within the confine.

Mr. Chairman: If you assure that you will be within the confine you will not be inviting any interruption.

Senator Dr. Abdullah Riar: Thank you sir. With your permission Mr. Chairman! in 1947 millions of Muslims of the sub-continent raised the voices for liberation. They got together to change the system, to create a mother land under the leadership of a democratic politician, in the name of Muhammad Ali Jinnah. In this democratic mass movement that led to the creation of Pakistan, at the time of the creation of Pakistan there was no Chief of Army Staff and our Armed Forces of Pakistan didn't even exist. Unfortunately a decade had passed and we witnessed the boots of our Chief of Army Staff who told this helpless nation that without his intervention there would be no prosperity, there would be no industrial revolution, there will be no democracy and he assured us of providing all those under the tile of unified command and unity of command in the name of Martial law Adminintrator and subsequently Field Martial Muhammad Ayub Khan.

those under the tile of unified command and unity of command in the name of Martial law Adminintrator and subsequently Field Martial Muhammad Ayub Khan.

I want to recount briefly the era of Field Martial Muhammad Ayub Khan which also had the similar mechanism in place, which also had similar political infrastructure in place, which also had similar judicial dichotomy in place and he sought the endorsement of the judiciary and he was granted the endorsement of a political theatre for ten long years. Nation went through the pains and what did we get at the end?

Mr. Chairman! we witnessed two wars. We receded half of the nation and Niazis of the nation surrendered and Manik Shahs of the subcontinent smiled. I am sorry to say that era, that industrial revolution, that basic democracy and the supporters of that process of ten years were ashamed and embarrassed on the eve of that surrender in Dacca, those political leaders who supported and endorsed the rule of General Ayub Khan, they were embarrassed, ashamed and tearful. The judiciary which gave in the blanket endorsement were embarrassed and ashamed of their character and role. It did not take too long and we witnessed another Chief of Army Staff in the name of Muhammad Zia-ul-Haq on July 5th 1977 and again the demand from the helpless people was the same. I, the Amirul Momeneen would introduce the Nizam-e-Mustafa. I would introduce the political culture and the decency in this nation and I would bring the prosperity for the national security and the stability of this country. I am embarrassed to say sir, during the period of that unity of command, during

the period of that Chief of Army Staff who sought and got all the endorsement from the political theatre and the similar politicians and their forefathers were in the theatre and gave the blessings to that General as well.

Judiciary under the *Nazeria-i-zaroorat* provided the same blanket to this Chief of Army Staff and what did we get at the end of that decade and painful long years, he hanged an elected Prime Minister. He deprived us of the founder ofthe nuclear deterrance of this mother nation. He acceded and conceded Siachin to the enemy. He provided us the *Kalashnikov* culture and NARCO culture. He presided over the sectarian strifes and the ethnic strifes and shamefully the political supporters of the General Zia-ul-Haq are embarrassed today. They were embarrassed at that time but their complexity and their shortcomings of the political nature, their political expendiency forced them to support the dictator and we saw it and witnessed and faced the brutalities of the dictator at that time for long 11 years. This nation witnessed that there were those who were walking to the gallows with the loud thumb of freedom and democracy. There were those who were walking to the *Kora* and lashing machine with the name of Jiya-Bhutto and freedom and democracy but the political expediency of these opportunists, the black sheeps in the political culture of Pakistan, those who were convinced on the name and slogan of Nizam-e-Mustafa and become part and pracel of his regime, they all felt embarrassed and ashamed on the outcomes of decade of General Zia and where did we go from there? Mr. Chairman! it is the question of unity of command, it is the

desire and battological urge of consolidating power under the hat of one person. It persisted across the board and in the 90's we also witnessed this Parliament witnessed the shameful moment where an elected Prime Minister behaved like a dictator and within a span of 15 minutes he wanted to pass on 15th Amendment from the National Assembly and credit goes to the Upper House, the Senate at that time, sir, and I want to request my friends on the other end of the aisle, I only urge the subconscience and the conscience and the *zamir* of seven of them to mark the history today. Uprise, stand up, give up your political expediency and considerations and vote against this Bill, set on a history, so that no dictator in the future can exploit the poor people of Pakistan and make this Parliament a rubber stamp. I only urge seven people, just the seven members on that side of the aisle. Look into the eyes, look into the eyes of your children tonight and think about what you are going to do. Look at their future, ask what their questions are in their minds when they come to the home and food table from school, what are they thinking? What is their query? Ask your own children, what is their value system. Don't teach them hypocracy, don't teach them bigotry, don't teach them easy, simple, cheap political expediency. Teach them moral authority, moral character. Tell them that tonight, I am going to change my mind and I am going to vote against another *amir-ul-momineen*, who is urging to have a battological desire of power under the unity of command, in the name of Chief of Army Staff and the President.

Mr. Chairman, it is not over yet. Came 1999, the battle of

democracy of the 90's was very shameful and I am embarrassed to elicit some of the aberrancies of that period. On 12th October, 1999 a person like me and I want to bring on the record of this House today. As a member of this House, I don't feel embarrassed to bring this on the record of this House, on October 12, 1999, a product of 11 years of oppression of a dictator, as a soldier and a student of a democratic struggle and a follower of *Shaheed* Bhutto, even I was embarrassed, I was tearful and I was crying in my own way that I felt may be this General, this Cheif of Army Staff, he may genuinely be able to rescue this nation and in my own personal capacity I am guilty of giving him that momentary benefit of doubt in my own mind but what did we witness in the past five years, Mr. Chairman? General Musharraf had promised us that he would depoliticise the institutions of Pakistan, I would like you to recall October 17, 1999, when this Chief Executive of Pakistan and the Chief of Army Staff of Pakistan came to the television and asked the nation that I have seven point agenda. I would depoliticise the national institution. What did we get? He politicised the military of Pakistan. He institutionalised the role of military in every institution of the society. Today every viable entity and organization in this country is either headed by a military general or their cohort.

He also assured us that he would establish provincial harmony. Mr. **Chairman**! be witness to the history. Let us do an accountability and analysis today, the five years of **unity of** command. I would like the honourable members of this House, pay some attention to these points, the Ministers sitting in the front chairs would also benefit from it. Five years of

this unity of command what has it given to the poor people of this country? He had promised us that he will bring provincial harmony to the country. Mr. Chairman, he has even failed, his five years have even failed to come to a conclusion on National Finance Commission and a fair appropriation of national resources. Mr. Chairman, he has even failed to come up to an equitable apportionment of water between the four provinces of the nation. Mr. Chairman! he has even failed to give a provincial devolution of power and provincial autonomy in these five years. Mr. Chairman! What is he asking us to give him another endorsement on the basis of his performance? He had asked in that seven points, Mr. Chairman! that he will stabilise the economy. Alright, we have the economy, we have the indicators, look at the economy before 9/11. For a moment look at the economy before 9/11 and then look at the economy after 9/11. My dear friend, Mr. Komaili said,

جو پالیسی کل حرام تھی وہ آج حرام ہے' I agree with him on that. جو کل حرام تھی وہ آج حرام ہے۔ جو کشمیر کا جہاد کل حلال تھا وہ آج بھی حلال ہونا چاہیے۔ جو جہاد افغانستان کل حلال تھا وہ آج کیوں حلال نہیں ہے۔

I wish he had taken decisions on the merit of the issues. I wish this commander had taken decisions on the merit of the issues long ago. He should have evaluated on October 12, 1999 that the strategic deaths in the Tora Bora Mountains is a blunder. It is a historical deviation from the security policies of the Nation and he should have taken a 'U' Turn at that time. I would have saluted him. I wish, he had decided that plebiscite is a lock jam and we will get nowhere and he should have told the Nation this U.

N. Resolution is not going to give us anything honestly and let us start open options, let us be open-minded and look at the other options on the Kashmir and conflict with India.- I am embarrassed to say this General who asks us to give in the unity of command. He took decisions under duress, and under pressure and he should be ashamed of that He also wanted us to look at the economy. Yes, economy macro-indicators are stable. There are many reasons to give the explanation for macro-indicators stability. Neither the General nor Mr. Shaukat Aziz are the reasons for that. Everybody knows that why the macro-indicators are stable. But tell me, why two-third of the population lives below two dollars a day. The General should tell me why one-third of the population lives below poverty line? Tell me, why the un-employment is rising? Tell me, why the inflation is rising? These are the macro-indicators and the micro-indicators that we care for. He also assured us that he will bring accountability to the process. I am going through the seven points sir, because today, we are debating General's questioned desire and I am trying to twig the sub-conscious of my friends on the other end of the aisle. I may be able to touch the soul of some of them. May be, a few of them would talk to their children tonight that somebody from Badin rose and he challenged us to talk to your own children tonight and ask them what value system they are being taught in their schools? What value system they should be adhering to win their future? What kind of Pakistan these politicians and my friends on the other end of the aisle want to have their children be lived in. They are asking for a *baiat* to Yazeed. They are asking for 'Omar',

'Omar' or who should be dictating and giving the dynastic resolutions for this Nation's future. I would like them to have a soul-searching tonight. Mr. Chairman.

Accountability, he promised that he said: everybody is corrupt in this society. The politicians are corrupt and I am going to set table straight. What did we do with the accountability? He abused the accountability as a political tool. Political tool for making and breaking alliances and making political parties. He used the accountability as a political instrument. He used the accountability as a political instrument to take a marginal majority on that side. I don't want to use the name of utensils which have been playing in the political culture of Pakistan. I am embarrassed on the political culture of Pakistan where short-term expediencies, constituency concerns, few over seas threats, few concessions of the local SHO dictate the political 'Zamir' of my dear colleagues. That is not an accountability that he has delivered and I don't want to go into the details of leaving the Armed Forces out of the purview of the accountability process. It sets the double-standards. I don't need to mention the on-going corruption activities and his own admission by the very fact and citation of Prof. Khurshid of his own statement where he cited his own Cabinet Ministers are corrupt. He is doing the political expediencies of greater evil or lesser evil; is that the merit that he wants us to convey to our children?

Mr. Chairman, he also assured us that he will give the nation high morale. Where is the morale? What morale are we talking about? The morale was beyond on October 12, 1999, because of the adventure of

Kargil. Yes, Mian Nawaz Sharif was one of the factors of political crisis and I am not going to hesitate in saying that and those who supported at that time, that kind of political gerrymandering they are themselves repentful. Those who supported Gen. Zia. You heard only or they are also repentful. I just want to warn my friends wait for that day. Deep five years have gone, time is up, I want to witness Chief Ministers faces and the time, when there will be repentful life of these friends, who supported a dictator, who supported an amendment in 15 minutes, in the National Assembly and this august House.

Let us be honest with each other. We are educated people. God has given you good health, God has given you all the human necessities and the requirements, rise to occasion, I only urge for 7 of you to rise to the occasion. Only 7 out of 53 or 56 with all of you, less than ten and a half per cent or 12%, rise to the occasion and tell the long boots in these cantonments that people of Pakistan have risen today, there is a new dawn in the country called Pakistan that 7 of the politicians have shown independence and their conscience have risen and they have turned down and rejected the desire of a dictator. Mr. Chairman, he told us on October 17, 1999 that we bring democracy in the devolution to the country. What did we get? In two years time he has the third promise from his closet and he is ready to be flushed through the toilet in NAB. What are we looking at the democracy in the devolution in the five years?

Mr. Chairman: Please keep in mind the time frame.

Senator Dr. Abdullah Riar: I knew, Mr. Chairman, that I am an easy target. Mr. Kumaili and many other honourable colleagues have spoken at length and I am not away from the subject and I will not sit till I complete my argument. It is the question of unity of command, it is the question of Statement of Objects and Reasons and I have all the rights to be as vocal as I can be because I represent the helpless people of Pakistan. I represent the people from Sindh and I am born in rugged lands of Badin. I should be given all the due rights and the responsibility to make my case.

He had given us the assurance that there will be democracy and devolution. We have witnessed the democracy, enough of that, I request, cool headedly, calmly and humbly, my dear, Mr. Chairman, the need of the hour is, let us look back and see, if that 15th Amendment was also endorsed and rubber stamped by the Senate of Pakistan, where the country would have gone? Today, this august House, they should not close their ear and involve in chattering, the Leader of the House would also benefit from some of the arguments of this young little kid on the block. His experience, political expediency would also be added into. This is the time only seven of you can make history in Pakistan's democratic process. You are not taking away anything from President Musharraf, you are not depriving him of any controls and powers that he wishfully desires. You are having him in a comfortable Constitutional position through whatever has been done with the gerrymandering of LFO and induction of various technical terms in the Constitution. He is going to be the President, he has

said plebicite is the only issue and then you display,-

"کشمیر بنے گا پاکستان"

کس کا XXXXX ہو جنرل مشرف صاحب؛ کس قوم کو یہ دھوکا دے رہے ہو۔

Mr. Chairman: That word should be expunged.

Senator Dr. Abdullah Riar: It is a unity of command, if that is what your desire of the honourable President of Pakistan, you must reflect that you are a trustworthy person and we have the House as a convincing support for you and the people of Pakistan feel good about your five year of performance. You are totally failed in the five years on the seven point agenda of yours and I will come to the point Mr. Chairman, I can see you are getting little bit up tied and I am sorry if I have made you up tied.

Mr. Chairman: No, you have two minutes. Other members will be up tied.

Senator Dr. Abdullah Riar: My conclusion. indeed I have taken only fifteen minutes

ابھی تو جمعہ کا خطبہ ختم ہوا ہے ۔

my only submission is again humbly, cool headedly to my friends on the other end of the aisle, if you can not read but your children are saying to your through their eyes but your neighbours are telling you through your passion and emotion if you can read and understand my plea, please just do this need of the hour and the food for your thought I want to leave is.

(XXX expunged by the order of Mr. Chairman.)

President Musharraf must relinquish the powers of the Chief of Army Staff by 31st Dec, 2004, he must initiate through his own hand picked third Prime Minister from his own closet, a process of grand National Reconciliation, he must encourage the political instruments and the political authority in the country to look into the grievances and the pain and the difficulties of friends in Balochistan and the persecution in VANA, he must extend JIRGA, appease the grievances, heal the wounds and bring the nation together and then he must establish a transparent, impartial, free Election Commission and he must have to be transparent, free electoral exercise and then he must transfer powers to the legitimately elected leadership of Pakistan.

آخر میں، میں صرف یہ کہوں گا۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی محافظوں سے ملاقات ہو گئی۔

جناب چیئرمین: مسز نگہت مرزا۔ جی پروفیسر صاحب، مختصر۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں اس سے پہلے بھی اٹھا تھا اور میرا مقصد آپ کی مدد کرنا ہی تھا اور میں اپنے ایوان کے بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری بات کو اور میرے بھائی کی بات کو غور سے سنا اور جو چیز پچھلی دفعہ ہوئی وہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں اپنے تمام بھائیوں سے بھی اور ساتھیوں سے بھی درخواست کروں گا کہ جس طرح یہ ہماری بات سن رہے ہیں، ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی بات کو سنیں اور انشاء اللہ ہم نے اس معاملے میں جو آپ سے وعدہ کیا ہے اس پر پورا اتریں گے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: البتہ میں point of personal explanation پر اتنی

سن رہے ہیں ، ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی بات کو سنیں اور انشاء اللہ ہم نے اس معاملے میں جو آپ سے وعدہ کیا ہے اس پر پورا اتریں گے ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : البتہ میں point of personal explanation پر اتنی بات ضرور عرض کروں گا کہ جب ہم کسی کی بات کا جواب دے رہے ہوتے ہیں ۔ ہمارے ایک محترم دوست نے ایسی بات کی جو نہ میں نے کہی تھی نہ وہ صحیح ہے ،حضور پاک اللہ کے رسول بھی تھے ، وہ خود law giver تھے ،وہ قاضی القضاۃ تھے ، وہ کمانڈر تھے ۔جو ان کی مثال ہے ، نہ ہم نے اس معاملے میں involve کیا نہ آپ کو کرنا چاہیے ،یہ بات صحیح نہیں ہے ۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : سنت رسول صلعم کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سب کو ایک جگہ جمع کرلو۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق کے زمانے میں باقاعدہ فوج بنی ہے اور اس میں ابو عبیدہ کو لشکر کا انچارج بنایا گیا ہے اور اس وقت سے آج تک یہ روایت رہی ہے اور انہوں نے reference مانگا ہے ،احکام سلطانی الماوردی اور سرخسی کی کتاب المقصود ۔ جب یہ بات کہی گئی ہے کہ اسلامی نظام کے اندر خلیفہ کے پاس یہ یہ شعبے ہوں گے ، ان شعبوں میں ایک الگ شعبہ فوج کا شعبہ قرار دیا گیا ہے ۔ دوسری بات حلال حرام کی وہ لائے جو اچھی نہیں تھی لیکن میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ حلال حرام کا نہیں تھا لیکن اگر وہ لائے ہیں تو ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن پاک میں جن چیزوں کو حرام کہا گیا ہے بشمول خنزیر اگر انسانی جان بچانے کے لئے اس حد تک استعمال کرنا پڑے تو اس کی اجازت ہے اور قرآن ہی نے حدود مقرر کر دی ہیں (عربی) نہ حد سے آگ بڑھو نہ اس معاملے میں برابر اس کو عادت بنا دو اور اس پر قائم رہو ۔ قرآن پاک کا یہ حکم دوسری حدود کے بارے میں بھی ہے اور اگر مجبورا اکتیس دسمبر تک کے لئے ایک غلط چیز کو جائز کیا گیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں (عربی) نہ اس سے آگے بڑھو اور نہ اس کے اندر کوئی مستقل عادت بناؤ ۔یہ ہے اسلام کے حوالے سے ۔ شکریہ۔

یہ جدوجہد ہو گی اور یہ ہماری کوشش ہو گی۔ انہوں نے آج law of necessity کا ذکر کیا ہے جس کا حوالہ سپریم کورٹ نے بھی دیا ہے کہ اسلام میں law of necessity بھی ایک چیز ہوتی ہے، جس کو انہوں نے آج تسلیم کیا ہے، تو یہ بھی ریکارڈ پر آنی چاہیے کہ آج انہوں نے law of necessity کو تسلیم کیا ہے۔

جناب چیئرمین، مسز نگہت مرزا، میرا خیال ہے شیر افگن صاحب بعد میں بات کر لیجیئے گا، سینیٹر صاحبہ کھڑی ہیں ان کو بولنے دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! آپ Article 227 پڑھیں اس کے مطابق ہمارے constitution میں یہ درج ہے کہ ہر مسلمان کو قرآن اور سنت کے مطابق رہنا ہو گا اور وہ Principle of Policy میں بھی ہے۔ میں پڑھ دیتا ہوں یہ موجود ہے اسے debate کرنا نامناسب ہے All administrative law shall be brought in conformity with the injunctions of Islam, as laid down in the Holy Quran and Sunnah in this part prefer to be as the injunctions of Islam and no law shall be enacted which is repugnant to such injunction. تو صرف میرے یہ کہنے کی بات ہے کہ Objectives Resolution 2(a) Article in conjunction with 2(a) جو اسلام ہمارا ایک ریاستی دین بنایا گیا اور پھر Objectives Resolution Preamble بھی پڑھیں تو ہم نے تمام وہ کام کرنے ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئے ہیں اور اس پر عمل کرنا ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، چیئرمین صاحب میں ایک چھوٹی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اتباع سنت میں یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی مسلمانوں پر لازم ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے ساتھ کسی اور شخصیت کا موازنہ کرنا اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسرشان واقع ہوتی ہے اور یہ طفل بات بھی ہے۔

Mr. Chairman: Mrs. Nighat Mirza please.

سینیٹر نگہت مرزا، صرف رہبر ہی کو ہر بات کا الزام نہ دو

راہ دشوار ہے اور ساتھ ہے نادانوں کا

جناب چیئرمین! وردی کا ایک موضوع جو مستقل چلا آ رہا ہے، نقطہ نظر کے اعتبار سے یہ موضوع تو ہو سکتا ہے مگر یہ issue نہیں ہو سکتا۔ issue تو وہ مسائل ہیں جو حکومت چلانے والوں کو درپیش ہیں یا جن مسائل سے عوام دوچار ہیں۔ اسی وردی کو اگر موضوع بنایا جائے یا issue بنایا جائے تو پھر یہی ہوتا ہے جو پچھلے دو برس سے ہو رہا ہے۔ میں اپنی بات کو دو چار نقطوں میں بیان کرنا چاہوں گی کہ پاکستان کے پہلے ایوب خان کے مارشل لاء سے لے کر اب تک ہمیشہ وردی کے حمایت کرنے والے آج آخر کیوں اور کس لئے ان کی مخالفت پر آمادہ ہیں۔ جنرل ایوب خان، جنرل یحییٰ خان اور جنرل ضیاء الحق یہ سارے وہ Generals ہیں جو ان کی دعوت پر حکومت پر قابض ہوئے۔ جنہوں نے نہ صرف ان کے قبضے کا خیرمقدم کیا بلکہ ان کو مضبوط اور مستحکم بھی کیا اور ان کے اقتدار میں استحکام پیدا کرنے کے لئے اپنے کاندھوں کا سہارا بھی دیا۔ ان تمام ادوار میں وردی پر سجے چاند تاروں سے یہ روشنی حاصل کر کے چمکنے اور دمکنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

اب اگر اس دفعہ صدر جنرل پرویز مشرف کی وردی سے انہیں کچھ نہیں مل رہا اور وہ پاکستان میں مراعات سے محروم ہو گئے تو اب اس وردی کی تبدیلی کے بعد نئی آنے والی تبدیلی سے انہوں نے یقیناً بہت سی امیدیں اور توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں۔

ہر نئی رت میں بدلتے ہیں وفائیں اپنی

ان کی فطرت بھی بدل جاتی ہے موسم کی طرح

معاملات سے قطع نظر ان کا موضوع ہی یہ اس لئے ہے کہ اپنی موجودگی کا احساس کسی بھی طرح دلایا جائے خواہ یہ طریقہ بے معانی ہی کیوں نہ ہو لیکن یہ وہی سوچ ہے کہ کچھ نہ کرنے سے بہتر ہے کہ کچھ نہ کچھ کیا جائے۔ پارلیمنٹ کی تشکیل کو دو برس سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے اس میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ عوام کے لئے ان کے پاس کوئی ایسا issue رہا ہو کہ جو قابل ذکر ہو اور جسے یہ focus کر سکیں۔

کسی بھی طرح دلایا جائے خواہ یہ طریقہ بے معانی ہی کیوں نہ ہو لیکن یہ وہی سوچ ہے کہ کچھ نہ کرنے سے بہتر ہے کہ کچھ نہ کچھ کیا جائے۔ پارلیمنٹ کی تشکیل کو دو برس سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے اس میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ عوام کے لئے ان کے پاس کوئی ایسا issue رہا ہو کہ جو قابل ذکر ہو اور جسے یہ focus کر سکیں۔

جناب چیئرمین! اپوزیشن کی تمام جماعتیں اپنے غیرسنجیدہ سیاسی اور جمہوری رویہ سے جمہوری قوتوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتی رہی ہیں اور پہنچا رہی ہیں اور اپنے non-issue کو issue بنا کر پتا نہیں یہ کونسی سی فتح و کامرانی اور کامیابی وغیرہ کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ آج جتنے بھی لوگ ہم مختلف ایوانوں میں دیکھ رہے ہیں ان کے چہرے جنرل ایوب خان، جنرل یحییٰ خان اور جنرل ضیاء الحق کی وردیوں سے جھانکتے نظر آتے ہیں اور اسی پس منظر میں میں نے یہ گفتگو کی ہے کہ اگر اصول سیاست میں کردار اور رہنمائی کا ذرا سا بھی وصف ہوتا تو انہوں نے اپنا سیاسی ماضی اتنا خراب نہ کیا ہوتا۔

جناب چیئرمین! ہم نے جو دو برس میں دیکھا، وہ یہ دیکھا کہ موجودہ حکومت سے ان کا ہر مطالبہ، ان کے ماضی کے سیاسی کردار پر ایک تردیدی تازیانہ صورت انہی پر برستا رہا ہے۔ اب تک ایسا مطالبہ یا کوئی احتجاج میں نے دو برس میں نہیں دیکھا کہ جس کا یہ مطالبہ کر رہے ہوں اور اس جرم کا طوق اپنے اپنے دور حکمرانی میں خود انہی کی گردن میں نہ پڑا ہوا ہو۔ اگر اپنی غلطی کو بالفرض دلیل کی صورت میں تسلیم کرتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ ہم نے غلطی کی ہے اور اب اس حکومت کو ہم غلطی نہیں کرنے دیں گے تب بھی اپنی جان چھڑانے کے لئے اس سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ آج بھی یہ اپنی غلطیوں پر نادم نہیں ہیں کہ پاکستان کے ایک شاندار اور تابناک مستقبل کو انہوں نے اپنے اپنے ادوار میں ایک تاریک دور سے گزارا ہے، یہ تاریک ماضی اتنا پرانا نہیں ہے کہ مثبت اور منفی قلم کاروں کے ذریعے تاریخ کو بدلنا ممکن ہو سکے گا بلکہ یہ موجودہ نسل پر گزری ہوئی تاریخ جس کے ماہ و سال ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ ہم ان پر کیسے یقین کر لیں کہ ان کی وفاداریاں اور ان کی عنایتیں لمحے میں تمام اصول بالا طاق رکھ کر بدل جاتی ہیں۔ میں یقین اور دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ اقتدار کی ایک مبہم سے امید ہی انہیں وہ سب کچھ کہنے پر آمادہ کر لے گی جس امید اور سہاروں پر یہ پچھلی

تمام وردیوں کی حمایت میں جاں فشانی کے ساتھ وابستگی برقرار رکھتے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود میں نے پچھلے دو سالوں میں ہمیشہ ان سے یہ توقع باندھی رکھی ہے کہ پاکستان کے عوام کے دکھوں کے مداوے کے لئے اور بھوک اور افلاس کے خاتمے کے لئے شاید کسی issue پر بات کر سکیں گے۔ پارلیمنٹ کے ڈیسکوں کی تھاپ پر یہ جب بھی نغمہ سرا ہونے تو ایک مضحکہ خیز اور مایوس پیغام ہی عوام کو دے پائے ہیں۔

اب تو مفہوم ہی کچھ اور ہے سچائی کا
مصلحت طور بدل دیتی ہے گویائی کا

جناب چیئرمین! صدر جنرل پرویز مشرف کی وردی کے بارے میں اپنے موقف کو دلائل کے ساتھ اور مضبوط اور ٹھوس شکل دینے کے لئے، اسلامی آئین کی بات اس ایوان میں بھی سنی ہے اور اس کی بازگشت ایوان کے باہر بھی سنائی دے رہی ہے۔ اسلامی آئین سے کیا مراد ہے؟ اسلامی آئین قرآن کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے تو سیدھے سبھاؤ ہمیں کہا جا سکتا ہے کہ قرآن و سنہ کے احکامات اس بارے میں کیا ہیں۔ اذہان کو الجھانے، لوگوں کو تردد میں مبتلا کرنے کے لئے آخری حربے کے طور پر Islamization کی بات کرنا ان لوگوں کا طرہ امتیاز رہا ہے ۔ اسلامی نظریاتی کونسل صرف ان issuesپر discuss کر سکتی ہے جس پر کوئی ندا ہو اگر کوئی ایسا issue جس کی توجیح صراحت کے ساتھ قرآن میں موجود نہ ہو یا سنت نبوی یا صحابہ کرام کا کسی issue پر سکوت ہو تو اس پر علماء دین، فقیہہ یا مفتی فتوٰی صادر کر سکتے ہیں لیکن جہاں قرآن نے سارے options دیئے ہوئے ہیں اور سنت رسول صلعم اور صحابہ کرام کے واضح عمل سے ہر چیز ثابت ہوجائے ، اس کو چھیڑنا، آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ کس زمرے میں آتا ہے۔ میں یہاں ایوان کو بتانا چاہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رسول ہوتے ہوئے بھی غزوہ احد اور خندق میں سپہ سالاری کی فرائض انجام دیئے۔ جس سے بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جب اللہ کے رسول صلعم سپہ سالار ہو سکتے ہیں تو ایک سربراہ مملکت بیک وقت سپہ سالاری کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔

خلاف ورزیِ احکام مصطفٰے نہ کرو
خطا کرو بھی تو اتنی بڑی خطا نہ کرو

کی کہ آپ سپہ سالاری کے لئے کسی اورکو منتخب کر لیجئے، اس وقت مدینہ میں آپ کی سخت ضرورت ہے۔ حضرت علی کی رائے اور اس دلیل کوتسلیم کرتے ہوئے آپ نے مدینے میں رہنے کو ترجیح دی یعنی خلیفہ اولؓ نے خلافت کے ساتھ سپہ سالاری کے فرائض انجام دینے میں کوئی قباحت نہ سمجھی۔ یہ اسلام کا زریں دور تھا اور اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دور کی دو جنگوں میں خود سپہ سالاری کے فرائض انجام دیئے۔ آپ بیک وقت امیرالمؤمنین تھے، سپہ سالار بھی تھے، فقہی مسائل بھی دیکھتے تھے اور دیگر مسائل بھی آپ کی ذمہ داری تھی ۔میں درخواست کروں گی اور اس پر میں انتہائی سخت موقف رکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو options مسلمانوں کے لئے کھلے رکھے ہیں، یہاں پر اپنے موقف کو مضبوط بنانے کے لئے ادھر ادھر سے دلائل نکال کر اسلامی نقطہ نظر سے زبردستی کوششیں نہ کی جائیں۔ ارے بابا اس قسم کے موقف کو بفرض محال تسلیم کر بھی لیا جائے جو قطعی لغو ہے تو جس جمہوری اور پارلیمانی نظام میں آپ بیٹھے ہیں تو یہ اس طرح ہے کہ حالت اضطرار میں آپ نے اس جمہوری اور پارلیمانی نظام کو تسلیم کیا ہوا ہے ۔ میں ان اشعار کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتی ہوں کہ۔

مجھے اب صداؤں سے کام ہے مجھے خال و خد کی خبر نہیں
توپھر اس طرح سے فائدہ یہ نقاب اپنے اتار دو
یہ ادھورے چاند کی چاندنی بھی اندھیری رات سے کم نہیں
کہیں یہ بھی ساتھ نہ چھوڑ دے ابھی روشنی ہے چلے چلو

شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر محمد ابراہیم صاحب ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! پہلی بات میں یہی عرض کرنا چاہوں گا کہ قرآن و سنت کی روشنی میں اپنے فہم کے مطابق میری کوشش ہوگی کہ قرآن و سنت کی حدود کے اندر میں اپنے آپ کو رکھوں ۔ لیکن یہ درخواست بھی ہوگی کہ قرآن و سنت ہمارے لئے ایک آئینہ ہے اور اس آئینے میں اگر ہمارے چہرے پر کوئی داغ دھبا دکھائی دے تو ہمیں آئینے پر برہم نہیں ہونا چاہیے،

اپنے چہرے کے داغ دھبے کو صاف کرنا چاہیے ۔ یہ ایک مغالطہ دیا جا رہا ہے ۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے مبعوث تھے اور وہ ہر میدان میں سربراہ تھے ۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے سربراہ کو ہمیشہ شورائی طریقہ سے مقرر کیا گیا اور کوئی بھی خلیفہ راشد متقلد بالجبروت نہیں تھا ۔ انہوں نے فوجی قوت کے ذریعے سے اقتدار پر قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ عوامی رائے کے نتیجے میں انہیں اقتدار ملا اور اس کے بعد یقیناً سپہ سالار رہے ہیں اور بعض سپہ سالار نہیں رہے۔ لیکن یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار مقرر کیا تھا ۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو معزول کیا اور ان کی جگہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار مقرر کیا ۔ اس وقت ہمارے سامنے مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے فوجی قوت اور طاقت کے بل پر اقتدار پر قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ اپنے پاس دونوں عہدے رکھنا چاہتا ہے ۔ اگر پاکستان کا صدر مملکت پاکستان کی آئینی رُو سے مسلح افواج کا سپریم کمانڈر ہوتا ہے ۔ عوام کی رائے سے صدر مملکت بننے کے بعد اگر وہ وردی پہنے تو یقیناً ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ وردی کی قوت پر اقتدار پر قابض ہونے کے بعد دونوں عہدے اپنے پاس رکھنا یہ آئین پاکستان کی سنگین ترین خلاف ورزی ہے ۔ اس سے اجتناب بالکل لازم اور ضروری ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہمارے اوپر لازم ہے ۔ اس وقت ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک کے اندر قانون کی حکمرانی نہیں اور دہشت گردی کے واقعات اس لئے ہو رہے ہیں ۔ ہر کوئی قانون اپنے ہاتھ میں لے رہا ہے اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ صدر مملکت اپنے آپ کو قانون سے بالاتر رکھ رہا ہے ۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ و علیہ وسلم نے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو قانون سے بالاتر نہیں رکھا ، بلکہ قانون پر عمل کرنے میں اپنے آپ کو مثال کے طور پر انہوں نے پیش کیا ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا صرف ایک واقعہ عرض کرنا چاہوں گا ۔ مدینہ منورہ میں بنی مخزوم قبیلے کی ایک خاتون جس کا اتفاقاً نام فاطمہ تھا انہوں نے چوری کی اور چوری اس پر ثابت ہوگئی ۔ اور مخزوم قبیلے کے سردار بڑے پریشان ہوئے کہ ان کے قبیلے کی عورت کا ہاتھ کٹے گا تو بڑی رسوائی ہوگی ۔ اس لئے انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے تھے ان کے ہاں گئے اور ان سے سفارش کروا دی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے لوگوں کو مسجد میں بلایا اور وہاں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان پر تباہی اسی لئے مسلط ہوئی کہ جب ان میں سے کوئی بیچارہ اور کوئی غریب جرم کرتا تو اسے سزا دی جاتی اور جب کوئی بااثر شخص جرم کرتا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا۔ فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ اس وقت ہمارے سامنے مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے لئے Army Act موجود ہے۔ اس قانون کے تحت کئی Generals ریٹائر ہوئے۔ جنرل عثمانی، جنرل محمود، جنرل یوسف اور جنرل عزیز ریٹائر ہوئے۔ یہ سارے جرنیل ریٹائر ہوتے جائیں گے لیکن ایک جنرل جو ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس نے ریٹائر نہیں ہونا۔ اصل یہی مشکل ہے کہ ایک شخص نے پورے ملک میں اپنے آپ کو آئین اور قانون سے بالاتر رکھا ہے۔ اس کی وجہ سے پوری قوم اور پورے ملک کے اندر آئین اور قانون کی حکمرانی نہیں ہے۔ جس کا بھی جو بس چلے وہ آئین کی خلاف ورزی پر تل جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! حزب اقتدار کے دوستوں نے جیسے دلائل دیئے ہیں اس سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جنرل پرویز مشرف شاید قیامت تک وردی میں ملبوس پاکستان کے لئے ناگزیر ہے۔ خدانخواستہ اور پھر خدانخواستہ اگر جنرل مشرف نہ رہے تو پاکستان اسی دن ڈوب جائے گا اور بیٹھ جائے گا۔ یہی کچھ نقشہ پیش کیا جا رہا ہے۔ جنرل مشرف کی شخصیت ہی نہیں بلکہ ان کی وردی بھی آج پاکستان کے لئے لازم ہے اور پاکستان ان کی وردی کے بغیر نہیں چل سکتا۔ اس طرح نقشہ پیش کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اس کائنات کے اندر ایک ذات ایسی ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ وہ اول ہے، وہ آخر ہے، وہ ظاہر ہے، وہ باطن ہے، اس کو کوئی فنا نہیں ہے۔ (عربی) میں نے بھی ایک دن دنیا سے جانا ہے، آپ نے بھی جانا ہے اور جنرل پرویز مشرف نے بھی جانا ہے۔ اگر اس قوم کی تقدیر جنرل پرویز مشرف کے ساتھ اس طرح وابستہ ہو تو یہ ملک پھر نہیں چل سکتا۔ یہ نظام نہیں چل سکتا۔ ہم پھر تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ ہمیں تو پھر اللہ سے یہ دعا مانگنی چاہیے کہ جنرل پرویز مشرف قیامت تک جیتا رہے اور وردی میں ملبوس رہے تب پاکستان صحیح سلامت رہے گا ورنہ پاکستان کی سلامتی خطرے میں ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک اور شخصیت ہے جس نے اللہ سے یہ سوال کیا

ساتھ اس طرح وابستہ ہو تو یہ ملک پھر نہیں چل سکتا۔ یہ نظام نہیں چل سکتا۔ ہم پھر تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ ہمیں تو پھر اللہ سے یہ دعا مانگنی چاہیے کہ جنرل پرویز مشرف قیامت تک جیتا رہے اور وردی میں ملبوس رہے تب پاکستان صحیح سلامت رہے گا ورنہ پاکستان کی سلامتی خطرے میں ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک اور شخصیت ہے جس نے اللہ سے یہ سوال کیا تھا کہ مجھے قیامت تک کی مہلت دیجیئے اور اس کو یہ مہلت ملی ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی کو یہ مہلت نہیں مل سکتی۔ یہ مہلت صرف اسی ابلیس کو ملی ہے جس نے اللہ سے سوال کیا تھا۔

جناب چیئرمین! قانونی نکات پر بہت بحث ہوئی۔ اس Bill کے اندر، آئین کی دو تین دفعات کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن کئی دفعات ابھی باقی ہیں۔ اس میں Article 63 (1) (d) اور Article 41 (b) کا ذکر ہے۔ جناب چیئرمین! اس قانون کے پیش کرنے کے ساتھ یہ بات تو بہرحال ثابت ہوگئی کہ جنرل پرویز مشرف سترھویں آئینی ترمیم کی رو سے اس بات کے پابند ہیں کہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۴ تک وہ وردی اتار دیں اور چیف آف آرمی سٹاف کا عہدہ چھوڑ دیں۔ بعض بزرجمہر ان کو یہ یقین دلا رہے تھے کہ اگر ان کو پارلیمانی امور کا وزیر بنایا جائے۔ پارلیمانی امور کا قلمدان ان کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو وہ لنگوٹ کس کر میدان میں اتریں گے اور ثابت کریں گے کہ آئین کی کسی دفعہ میں بھی یہ بات لکھی ہوئی نہیں ہے کہ وہ وردی نہیں رکھ سکتے لیکن آئین کی متعدد دفعات ایسی ہیں کہ وہ وردی کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔ سب سے پہلے دفعہ 244 ہے جس کے تحت تیسرے شیڈول میں آرمی آفیسر کا حلف ہے جس کا پروفیسر خورشید صاحب نے حوالہ دیا۔ یہ دفعہ اور یہ جدول صدر کے عہدے کے مخالف ہے۔ چیف آف آرمی سٹاف صدر نہیں بن سکتا اور صدر مملکت چیف آف آرمی سٹاف نہیں بن سکتا۔ اس بات پر آئین بالکل ناطق ہے اور میرے یہ دوست اگر بتا سکتے ہیں کہ دستور کی کس دفعہ کی رو سے چیف آف آرمی صدر بن سکتا ہے اور صدر چیف آف آرمی سٹاف بن سکتا ہے۔ تو میں ان کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب چیئرمین! چونکہ چیف آف آرمی سٹاف پر آئین کی دفعہ 260 میں یہ پابندی لگائی ہے کہ اس کی یہ ملازمت پاکستان کی ملازمت ہے اور اس ملازمت کے ساتھ نہ وہ قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہو سکتا ہے اور نہ ہی صدر مملکت منتخب ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس قانون کی رو سے

اسے یہ اختیار نہیں مل سکتا اور اگر بزور اور بالجبر اسے اختیار دیا جائے گا تو یہ آئین کے خلاف ہوگا۔ آئین کی رو سے دفعہ 260 میں ملازمت پاکستان میں ترمیم کرکے مسلح افواج کی ملازمت سے نکال دیا جائے اور استثنائی clause میں رکھا جائے تب یہ ممکن ہے اور اس کے لئے دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر یہ بات ممکن نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین ! اس قانون کے اغراض و مقاصد میں ایک بات لکھی گئی ہے اور اس میں سب سے اہم ترین بات مجھے یہی دکھائی دیتی ہے کہ

"to combat terrorism and subversion, it is necessary that the President in addition to his holding the office of the President, may hold another office"

پورا paragraph لمبا ہے۔ میں اس کو ہی لیتا ہوں اور ایک بار پھر پڑھتا ہوں۔

" To combate terrorism and subversion, it is necessary that the President in addition to his holding of the office of the President, may hold another office in the service of Pakistan"

جناب چیئرمین ! میں terrorism کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ terrorism کیا ہے۔ FBI نے اسے define کیاہے اور میں اسے آپ کی اجازت سے پڑھتا ہوں۔

The terrorism is the unlawful use of force or violence against persons or property to intimidate or coerce a government, the civilian population or any segment thereof in sovereign or politicial or social objectives".

جناب چیئرمین ! اس تعریف پر ایک امریکی کا تبصرہ ہے۔

" Even by its own definition the hypocrite U.S Government is guilty of terrorism on a massive international scale and for over one hundred years".

جناب چیئرمین! جس جنگ میں جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کو front line state بنا دیا ہے' اس کے بارے میں بھی ایک امریکی کا تبصرہ ہے۔

" There is no war on terrorism. There is only the U.S. mililitry government's perineal war of terrorism, state terrorism which slaughters innocent people all over the world, out side the U.S and within it. The thousands of American people in the World Trade Centre Tower joind the ranks of the millions of people whom our government and military have brutally butchered for over hundred years. The ruling elites within the U.S. military government plan, ordered and supported the September 11 terror attacks"

جناب والا! افغانستان پر جو حملہ ہوا اور جس میں ہم نے اپنی air space, اپنے ہوائی اڈے' اپنا intelligence net work اور اپنی logistic support امریکہ کے حوالے کی ' اس کے بارے میں بھی یہی امریکی کہتا ہے کہ

" First the military government committed the September 11 attacks and then it set out to fight terrorism by committing further acts of massive brutal terrorism against civilian men, women and children while President Bush and corporate mass media trumpted it day and night that America was fighting a heroic war of good versus evils. The evil U.S military mass murdered thousands of impoverished Afghan people, civilian men, women and children who had absolutely nothing whatsoever to do with the September 11 attacks. Once again American state terrorists used cluster bombs, detonated Uranium missiles, fuel air bombs, nepam and cruise missiles to do their dirty work from a safe distance. They also dropped thermo barrik bombs to suffocate people hiding in caves and used attack

" Fighting muslim terrorist is a propaganda cover for US imperialism. It is infact the European Union which is seen by the American plutocracy of the greatest threat in the world to its imperialism, dominance since America's evil blood soaked economy steadily sinking, the European Union could eventually replace it as the world's greatest power the European would be totally invincible with the addition of Russia, which is forming closer ties with its European neighbours.

جناب چیئرمین ! اس دہشت گردی کی یہ حقیقت ہے اور American Central Command نے اپنی website پر یہ بات display کر دی کہ they have carried 57,800 air assaults against Afghanistan اور جناب چیئرمین ! افغانستان کے اندر شادی کی باراتوں پر بم برسائے گئے اور وہاں ہماری مسلمان بہنوں کی برہنہ لاشیں پڑی تھیں اور امریکی بھیڑیئے اور امریکی درندے ان کی وڈیو بنا رہے تھے اور افغان مسلمان نے جب ایک خاتون کی برہنہ لاش پر چادر ڈالی تو امریکی نے دوبارہ اس کو ہٹا دیا اور اس طرح وڈیو بنی۔ جناب چیئرمین! جنرل پرویز مشرف کو یقینا اسی مقصد کے لیے یہ وردی درکار ہے کہ امریکہ دنیا میں جو مظالم ڈھا رہا ہے، وہ اس کا ساتھی بنے اور اس میں شاید چند ڈالر بھی حاصل نہ ہوں، کوئلے کی دلالی میں صرف منہ کالا ہو اور چند ڈالروں کی خاطر ہم دنیا بھر کے مسلمانوں کی ناراضگی کا نشانہ بنیں۔ یہ بہت ہی مہنگا سودا ہے۔

جناب چیئرمین ! پاکستان کے لیے وردی کی ضرورت کم ہے امریکہ کے لیے اس کی ضرورت زیادہ ہے۔ اس وقت وزیرستان میں صدر بش کی election campaign جاری ہے اور پاکستان کے قبائل وزیرمحسود کے خون سے جنرل پرویز مشرف وزیرستان کے اندر صدر بش کے لیے الیکشن مہم چلا رہے ہیں اور وہاں سے مسلمانوں کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کرنا چاہتا ہے۔

جناب چیئرمین ! Amnesty International نے ہمیں موردالزام ٹھہرایا تھا یہ terrorism ہے، یہی جنگ ہے جس میں ہم front line state بنے ہیں Amnesty International نے اپنی report میں لکھا

following the attacks on the United States of America, on 11th September 2001, Pakistan has supported in numerous ways the efforts made by coalition led by the US to counter this activity. In this process Pakistan has violated the right to fair trial and the right of detainees to be treated in accordance with law and enjoy equal protection of law.

جناب چیئرمین! ہم نے پاکستانیوں کو بھی گرفتار کرکے امریکہ کے حوالے کیا ہے۔ اس وقت بھی گوانتاناموبے میں پاکستانی پڑے ہیں اور یہ terrorism کے خلاف وہ جنگ ہے جس میں پرویز مشرف کی وردی کی ضرورت ہے، لعنت ہو ایسی وردی پر اور لعنت ہو اس دہشت گردی کے خلاف جنگ پر۔

جناب چیئرمین! بڑے دھڑلے سے کہا جا رہا ہے کہ خزانہ بھرا ہے اگر خزانہ بھرا ہے تو پھر deficit budget کیوں پیش کیا جا رہا ہے، باہر سے قرضے کیوں مانگے جا رہے ہیں، امریکہ کے سامنے ہاتھ کیوں پھیلایا جا رہا ہے، کشکول کیوں پکڑا جا رہا ہے؛ خزانہ خالی ہے اور خزانہ پرویز مشرف پر استعمال ہو رہا ہے ۔ جناب چیئرمین! یہ صورتحال زیادہ دیر تک نہیں چل سکتی ۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پورے ایوان سے میری یہ درخواست ہے کہ اپنے ضمیر کی آواز پر ہم لبیک کہیں اور ماضی کے تلخ تجربات کو ہم بھلا دیں، ماضی کی غلطیوں کا اعتراف کر لیں جس سے جو غلطی ہوئی ہے۔ ملک کا مستقبل اور اپنی آئندہ نسلوں کا مستقبل سنوارنے کے لیے ہم ایک فیصلہ کر لیں۔ جناب چیئرمین! اس وقت برسراقتدار مسلم لیگ جس راستے پر چل پڑی ہے کچھ عرصہ قبل ان کی یہ line نہیں تھی ۔ ایک گروپ نے جنرل پرویز مشرف کی وردی کا مطالبہ کیا اور جنرل پرویز مشرف نے ان لوگوں کو اپنے پاس بلایا، ان کو شاید خوشامدیوں کی ضرورت ہے اور ان کی بات ان کو بڑی اچھی لگتی ہے اور انہوں نے یہ مہم چلا دی اور اس مہم کو چلانے کے بعد پاکستان مسلم لیگ بھی اس کا حصہ بن گئی۔ میں بڑے ادب سے عرض کرنا چاہوں گا آج کے اخبارات میں بھی یہ رپورٹیں چھپی ہیں کہ اس نظام کے لپیٹنے کی کوشش ہو رہی ہے اور جناب والا! ہم ملنگوں اور فقیروں کا کچھ نہیں جاتا۔ ہم ایوانوں میں رہیں یا نہ رہیں ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا جن لوگوں کے اقتدار کی کشتی ڈوبے گی ان کو سوچنا چاہیے

ایک گروپ ہے جو ان کو ڈبونا چاہتا ہے اور یہ آنکھیں بند کرکے ان کے پیچھے جا رہے ہیں۔ اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ جنرل پرویز مشرف کو یہ بات سمجھا دیں کہ یہ لوگ تمہارے ساتھ نہیں رہیں گے۔ اگر سخت اور مشکل حالات آپ پر پڑیں گے تو اس وقت یہ لوگ آپ کے ساتھ نہیں رہیں گے۔ چونکہ ان لوگوں کو اپنا مستقبل تاریک دکھائی دے رہا ہے اپنا مستقبل ڈوبتا دکھائی دے رہا ہے۔ یہ جنرل پرویز مشرف کو بھی اپنے ساتھ ڈبونا چاہتے ہیں اور اس نظام کو بھی اور ان ایوانوں کو بھی اپنے ساتھ ڈبونا چاہتے ہیں جو بہت ہی افسوسناک صورت حال ہے۔

جناب چیئرمین! جنرل پرویز مشرف صاحب نے کہا کہ مجھے 96% عوام کی تائید حاصل ہے۔ یہ 4% کا تکلف بھی وہ نہ کرتے اور سو فیصد کہہ دیتے تو بہت بھلا ہوتا لیکن میں اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں 96% کی تائید ان کو حاصل ہے۔ ہم 4% عوام کو شاہراہ جمہوریت پر لا کر کھڑا کرتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ کیا صحیح نظام چلتا ہے اور یہ چیلنج پہ چیلنج دیتا ہوں انشاء اللہ العزیز ہم ایسا ہی کریں گے۔ اس وقت تو ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ وہ چیف آف آرمی سٹاف نہ رہیں اور بقیہ مدت کے لیے صدارت کی کرسی پر فائز ہوں لیکن وقت آئے گا کہ ہم پھر کہیں گے کہ اب وہ صدر بھی نہیں رہ سکتا۔ اس کی صدارت بھی غیر آئینی ہے اور غیر قانونی ہے اور اس کا چیف آف آرمی سٹاف رہنا بھی غیر آئینی اور غیر قانونی ہے۔ جناب چیئرمین! باقی جرنیل ریٹائر ہو گئے اور جنرل پرویز مشرف ریٹائر نہیں ہو رہے حالانکہ آئین اور قانون کے مطابق ان کی ریٹائرمنٹ ڈیڑھ سال پہلے due تھی۔ پولیس کا سارجنٹ بھی اگر سبکدوش ہونے کے بعد وردی پہنے رکھے تو اس کو مجرم کہا جاتا ہے۔ وہ پولیس سارجنٹ نہیں ہوتا۔ چیف آف آرمی سٹاف ریٹائر ہو چکا ہے اور وہ اپنی وردی پہنے رکھتا ہے اور ہمیں طعنہ مل رہا ہے کہ وردی کی تم توہین کرتے ہو، جس کو اب وردی پہننا قانوناً جائز نہیں ہے اور وہ وردی پہنے رکھ رہا ہے، وہ وردی کی توہین کر رہا ہے اور پاکستانی فوج کی وردی ہمیں بہت محترم ہے----

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے۔

وردی پہنے رکھ رہا ہے، وہ وردی کی توہین کر رہا ہے اور پاکستانی فوج کی وردی ہمیں بہت محترم ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وردی کا احترام اس میں ہے کہ جنرل پرویز مشرف ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اب وہ اپنے آپ کو ریٹائر تصور کر لیں اور وردی اتار دیں۔ یہ وردی کا احترام ہے۔ یہ وردی کی کوئی بے حرمتی نہیں بلکہ وردی کے احترام میں ہم یہ بات عرض کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات عرض کروں گا کہ کسی فوجی افسر کا لطیفہ ہے کہ اس نے لوگوں سے کہا کہ ان کی اہلیہ محترمہ ایم ایم اے والوں کے ساتھ شامل ہو گئی ہیں۔ پوچھا گیا کہ کیوں کیا وجہ ہے کہا کہ میں جب بھی گھر پہنچتا ہوں کہتی ہے کہ وردی اتار دے اور وردی اتارنے کا مطالبہ تو انہی کا ہے تو یہ وردی اتارنا ملک و قوم کے لیے لازم ہے اور ملک و قوم کی بہتری میں ہے۔ اس ایوان سے میں ایک بار پھر درخواست کرتا ہوں کہ آئیے ! اس پر مذاکرات کریں۔ اس پر آپ کے دلائل سنیں ہم بھی آپ کے دلائل سنیں اور ملک و قوم کی بہتری کے لیے جنرل پرویز مشرف صاحب سے یہ درخواست کریں کہ وہ اس ملک و قوم کو بچائیں اور ملک و قوم ایک فرد کے سہارے نہیں جی سکتے۔ یہ نظام کے سہارے جئیں گے۔ اس نظام کے اندر ہر کوئی اپنے آپ کو آئین اور قانون کا پابند بنا دے۔ بشمول جنرل پرویز مشرف کے اور اگر جنرل پرویز مشرف آئین اور قانون سے بالاتر ہوگا تو کان کھول کر یہ بات سن لینی چاہیے کہ اس کے بعد پھر آئین اور قانون کا کوئی احترام نہیں رہے گا اور جس کا بھی بس چلے گا وہ آئین اور قانون کی خلاف ورزی کرے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: مسز عابدہ سیف صاحبہ۔

سینیٹر عابدہ سیف ایڈووکیٹ، جناب چیئرمین! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وردی کے موضوع پر اظہار رائے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! متحدہ قومی موومنٹ کی یہ اصولی پالیسی ہے کہ وہ سیاست اور سیاسی معاملات میں مسلح افواج کی جانب سے ہونے والی

مداخلت کے مخالف ہے لیکن آج جو مسئلہ زیر بحث ہے کہ جنرل پرویز مشرف بیک وقت دو عہدے اپنے پاس رکھیں یا نہیں ہم اس بحث کو وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں کیونکہ پاکستان کے قیام کے بعد سے آج تک یہ روایت رہی ہے کہ فوج بیوروکریسی کے تعاون سے سیاست اور سیاسی معاملات میں بالواسطہ یا بلا واسطہ حکومت میں شامل رہی ہے۔ جناب چیئرمین! جنرل ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دور حکومت میں مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے نہ صرف ان کا ساتھ دیا بلکہ ان کی کابینہ میں بھی شریک رہے۔ اور اس وقت فوج کی مداخلت حکومتی امور میں ان لوگوں کے لئے بالکل صحیح اور جائز تھی۔ کیا صرف اس لئے کہ یہ لوگ اس وقت کی حکومت کا حصہ تھے اور آج جب جنرل پرویز مشرف وردی میں رہتے ہوئے، حکومتی امور احسن طریقے سے دیکھ رہے ہیں تو ان لوگوں کو اعتراض ہے۔ کیا اس لئے کہ یہ لوگ اس حکومت میں شامل نہیں ہیں اور یہ نہیں بلکہ ذوالفقار علی بھٹو ایک سویلین ہوتے ہوئے بھی، چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا رول ادا کر چکے ہیں۔ جناب چیئرمین! کیا وہ عمل جمہوریت اور جمہوری اصولوں کے منافی نہ تھا۔ آج ان لوگوں کو جنرل مشرف کا وردی میں رہتے ہوئے، جمہوریت اور جمہوری عمل کا آگے بڑھنا برا لگ رہا ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو اس وردی والے شخص نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اقتدار میں رہتے ہوئے خود اپنی مرضی سے جمہوری عمل کا آغاز کیا۔ نہ صرف آغاز کیا بلکہ اس عمل کو جاری و ساری رکھا ہوا ہے۔ امید ہے کہ جمہوریت پھلے اور پھولے گی۔

جناب چیئرمین! ہمارے پیش نظر مشرف کا وردی میں رہنا یا ان کا بے وردی ہونا اہم نہیں بلکہ ہمارے پیش نظر اہم بات یہ ہونی چاہیے کہ اس ملک کے عوام کو سیاسی اور معاشی استحکام حاصل ہو۔ اس ملک سے غربت ختم ہو، بے روزگاری ختم ہو اور ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو یہ تمام کام، یعنی عوامی فلاح و بہبود کے کام وردی میں رہتے ہوئے، جاری و ساری رہ سکتے ہیں تو ہمیں اس وردی پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ بنیادی بات عوام کی فلاح و بہبود کی ہے۔

جناب چیئرمین! امریکہ میں 9/11 کے واقعے نے دنیا کے منظر نامہ کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ اب پاکستان نے عالمی دہشت گردی کے خلاف امریکہ کے ساتھ فرنٹ مین کا کردار ادا کیا ہے اور یوں پاکستانی خارجہ پالیسی کو استحکام بخشا ہے۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ

جنرل پرویز کی دوراندیشی نے پاکستان کو عالمی دہشت گردوں سے پاک کرنا شروع کر دیا ہے بلکہ دنیا کی نظر میں ایک بلند مقام اور رتبہ بھی حاصل کیا جس سے بیرونی سرمایہ کاری بڑھی اور پاکستان معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔ لہذا اب ضرورت اس امر کی ہے کہ جنرل پرویز مشرف کی ان پالیسیوں میں تسلسل برقرار رہے اور اس تسلسل کے لئے ضروری ہے کہ جنرل پرویز مشرف اپنے پاس دونوں عہدے رکھیں۔

جناب چیئرمین! پاکستان کی اکثریتی عوام بھی یہ چاہتے ہیں کہ صدر اپنے پاس دونوں عہدے رکھیں اور جمہوریت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم جمہور کی رائے کو فوقیت دیں اور اکثریتی جمہور کی رائے کا اظہار قومی اسمبلی میں کیا جا چکا ہے۔ لہذا صدر کے پاس دو عہدوں کی موجودگی دراصل جمہور پاکستان کا فیصلہ ہے اور بقول اقبال۔

جمہوریت وہ طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

اور یہاں بندوں کی اکثریتی گنتی نے جنرل مشرف کو دو عہدے اپنے پاس رکھنے کا اختیار دیا ہے۔ لہذا متحدہ قومی موومنٹ کا بھی یہ فیصلہ ہے کہ صدر اپنے پاس دونوں عہدے رکھ سکتے ہیں کیونکہ یہ عوام کی بھلائی اور مفاد کے لئے بہتر ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، سید سجاد حسین بخاری۔

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس ایوان میں میرے ساتھیوں نے بہت سی ایسی تقاریر کی ہیں جو کافی ہیں ان ساتھیوں کا ضمیر بیدار کرنے کے لئے جو کہ کسی چیز پر سوچ نہیں رہے، سمجھ نہیں رہے یا کوئی ایسی مشکل ان پر آن پڑی ہے کہ انہوں نے اپنے تمام اوسان کھو دیئے ہیں۔ آج وہ ایک ایسا کام کرنے جا رہے ہیں جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی، جس کو کہیں پر بھی پسندیدہ عمل نہیں سمجھا جا رہا۔ نہ قرار دیا جا رہا ہے۔ میں اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے یہ دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ اس ایوان کے اندر کم از کم ہمارے قائد محمد علی جناح کی تصویر تو برقرار رہنے دیں چونکہ جس قسم کی باتیں ہو رہی ہیں جس ڈگر پر ہم چل پڑے ہیں جس ڈگر پر

اس ایوان کی اکثریت چل پڑی ہے اس سے مجھے خدشہ ہے کہ خدانخواستہ کسی وقت جنرل مشرف کے دل میں انگڑائی نہ اٹھے کہ جب اس ملک میں راج میرا چل رہا ہے جب اس ملک میں نظام میرا چل رہا ہے، تو اس ایوان کے اندر قائداعظم کی تصویر کیا کر رہی ہے تو وہ کہیں کہ اس تصویر کو ہٹاؤ اور ان کے یہ حواری جو ہیں یہ کہیں گے یہ تو بڑی دانشمندی کی بات ہے کہ جب ایک شخصیت اس دنیا میں موجود نہیں ہے تو اس کی تصویر ادھر کیا کر رہی ہے۔ وہی تصویر ہونی چاہیے اس شخص کی جس کے پاس اقتدار ہے جس کے پاس ڈنڈا ہے جس کے پاس ہر چیز ہے یہ تو انسان کی تاریخ میں ایسی بہت کم مثالیں ملی ہیں میں تو حیران ہوں کہ یہاں پر ایسی ایسی باتیں ہوئی ہیں جس میں تاریخ کو مسخ کردینے والی بات ہے کہ ایک واقعہ ہماری تاریخ میں ہے حضرت امام حسین کا ان کے خلاف یزید تھا جو بات میرے دوست کر رہے تھے وردی تو اس وقت یزید کے پاس تھی حسین کے پاس تو وردی نہیں تھی۔ اس وقت وردی یزید کی تھی جس کی حمایت میں بہت سارے لوگ ایسے ہی اکٹھے ہوگئے تھے تو کیا اس سے ہم تاریخ کا سارا رخ موڑ دیں۔ مفادات کی تاریخ تو بھری پڑی ہے لوگ بے شمار ہیں جو بکے ہیں اپنے ضمیر کا سودا کیا ہے ان کی تعداد لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں ہے مگر کم از کم میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جو لوگ بیٹھے ہیں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ان کے ضمیر کو بیدار کرنے کے لئے باتیں کرتے رہیں اگر چہ امید کم ہے کیونکہ مفادات کی زد میں لوگ ہیں بلکہ بوجھ کی زد میں ہیں وہ بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہیں کس طرح سے وہ اس ایوان میں آئے ہیں ہم یہ تو نہیں کہتے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر اس ایوان میں وہ آگئے ہیں تو کم از کم اپنے فرائض ضرور ادا کریں یہ قائداعظم کی تصویر جو ہمارے سامنے ہے شاید اس خیال سے لگائی گئی ہو کہ اس ایوان میں جو لوگ بیٹھے ہیں قائداعظم کی تصویر دیکھتے رہیں اور قائداعظم کے فرمودات ہیں ان احکامات کو یاد رکھیں جب بھی کبھی وہ قانون بنائیں جب بھی وہ سیاسی نظام کے حوالے سے بات کریں لیکن پتا نہیں قائداعظم ان کو دیکھ نہیں رہے یا وہ قائداعظم کو نہیں دیکھ رہے اللہ تعالیٰ ان میں یہ شعور پیدا کرے تاکہ اس ملک میں وہ چیز ہم لاسکیں جس کے لئے ہمارے اس برصغیر میں مسلمانوں نے لاکھوں کی تعداد میں قربانیاں دی تھیں اور جس مقصد کے لئے ہمارے قائدین نے یہ ملک بنایا تھا۔

جناب چیئرمین! میں تاریخ کا طالبعلم ہوں میں نے بے شمار پارلیمنٹ کی history پڑھی ہے اور میں حیران ہوں کہ یہ پارلیمنٹ جو کوئی اپنا کردار ادا کرنے جا رہی ہے اس پارلیمنٹ کی اکثریت یہ بالکل اس تاریخی حقائق سے مختلف ہے ۔ دنیا کی تاریخ میں ہم نے دیکھا کہ کسی بھی ملک میں جب پارلیمنٹ وجود میں آئی تو اس نے خواہ وہ بادشاہ تھے خواہ شہنشاہ تھے خواہ فوجی ڈکٹیٹر تھے ان سے اختیارات اپنے عوامی نمائندوں کے پاس لانے کے لئے جدوجہد کی اور قربانیاں دیں ۔ یہ واحد بدقسمت پارلیمنٹ ہے جو کہ اپنے سارے اختیارات ایک ڈکٹیٹر کو دینا چاہتی ہے ان کو ایک ڈکٹیٹر کی ضرورت ہے جس کی ڈکٹیشن پر یہ چلیں اور وہ ان کو dictate کرے اور یہ چلیں اور دلچسپ بات ہے کہ اس عمل پر شرمندہ یا پشیمان ہونے کی بجائے وہ فخر کر رہے ہیں اور دلائل دے رہے ہیں کہ وہ بہت عظیم کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہدایت دے حوصلہ دے کہ حقائق کو face کریں جو قوم سوچ رہی ہے جیسے میرے دوستوں نے کہا کہ ہماری آنے والی نسلیں جو سوچ رہی ہیں جو ان کا مستقبل ہوگا ہم اس کو محفوظ بنائیں اور ایسی حرکتیں نہ کریں جس سے نہ صرف ہماری عزت ہمارے بچوں کی نظر میں چلی جائے بلکہ آنے والی تمام نسلیں ہمیں کوستی رہیں ۔

جناب چیئرمین! اس ایوان میں اکثر یہ بات ہوتی رہتی ہے اور کل بھی میں نے اپنی ایک تقریر میں حوالہ دیا تھا اپنی ایک رکن سینیٹر کا جنھوں نے کہا کہ ہم سینیٹرز کی کوئی عزت نہیں رہی ہے تو میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ ایسے کام مت کریں جن سے عزت جاتی رہتی ہے ۔ خدا را ایسے کام شروع کردیں جس سے عزت بحال ہو اور جب آپ اپنی عزت کا خود خیال نہیں رکھتے تو کون آپ کی عزت کا خیال کرے گا ۔

جناب چیئرمین! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے گزشتہ ماہ میں لندن میں تھا وہیں پر ہمارے سابق وزیراعظم میرظفراللہ جمالی صاحب بھی وہاں پر تھے پندرہ روز گزر گئے کسی شخص نے ان کو کسی دعوت میں نہیں بلایا ۔ حالانکہ آپ بھی جانتے ہیں اور یہاں ہم سب بھی جانتے ہیں کہ وہاں تو ہمارا کوئی عام MPA یا MNA چلا جائے تو اس کی پچاس پچاس receptions ہوتی ہیں لیکن چونکہ جمالی صاحب نے اپنی عزت خود خاک میں ملائی تھی لہذا کسی نے ان کی عزت نہیں کی جبکہ وہ ایک وزیر اعظم رہے۔ اس کے مقابلے میں آپ دیکھیں کہ

ایک وزیراعظم تھے جناب شہید ذوالفقار علی بھٹو' ان کو physically eliminate کر دیا گیا لیکن ان کے خاندان کا کوئی بھی فرد آزاد نہیں تھا' جو پاکستان میں تھے وہ گرفتار تھے اور جو ان کے بچے پاکستان میں نہیں تھے وہ exile میں تھے لیکن پاکستان کی گلی گلی کوچے کوچے میں لوگ ان کا پرچم لے کر چلتے رہے۔ یہ ہوتی ہے عزت کی بات۔ اقتدار کی کوئی بات نہیں ہوتی' اقتدار آنی جانی چیز ہے۔

یہاں پر جنرل ضیاء کی حکومت کا حوالہ دیا گیا' سب لوگ جانتے ہیں کہ جنرل ضیاء کی حکومت ختم ہوئی کسی شخص نے اسے appreciate نہیں کیا کہ اس نے کوئی اچھا کام کیا تھا۔ اس کی میں آپ کو مثال دوں کہ جنرل ضیاء الحق نے گیارہ برس تک اس ملک پر حکومت کی اس کے مقابلے میں ذوالفقار علی بھٹو ساڑھے پانچ سال تک وزیر اعظم رہے' exactly جنرل ضیاء الحق کا double period تھا لیکن جب جنرل ضیاء الحق اس دنیا سے گئے تو ان کے سگے بیٹوں نے اس کا پرچم نہیں اٹھایا اور وہ میاں نواز شریف کی قیادت میں سیاست کرنے لگے۔ اقتدار کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی گیارہ سال ہوں یا گیارہ سو سال ہوں انسان کا کردار ہونا چاہیے' یہ عہدے آنی جانی چیز ہیں۔ ہم جو یہاں پر بیٹھے ہیں ہماری ایک ٹانگ fix ہے اگر وہ یہاں برقرار رہے تو اس ملک میں جو ہوتا ہے' یہ بھی آپ کو پتا نہیں کہ کل کیا ہو گا تو جو چیز اتنی uncertain ہے اس کو رکھنے کے لئے آپ اپنا ضمیر بیچ رہے ہیں' آپ اپنی آنے والی نسلوں کا مستقبل تاریک کر رہے ہیں' یہ کیوں کر رہے ہیں مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب چیئرمین! یہ بات تو وہ ہے جو میں parliamentarians سے پوچھ رہا تھا کہ جن کی اکثریت اس قسم کے bill کی حمایت میں جا رہی ہے۔ دوسرا question میں جنرل مشرف سے یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ وہ کیوں ایسا کرنے جا رہے ہیں کہ اگر کسی کی نظر میں ان کی کوئی عزت ہے تو وہ بھی خاک میں مل جائے گی' ایک صدر کا عہدہ ہے' ایک Chief of Army Staff کا عہدہ ہے جس کی کہ ایک respect ہوتی ہے اور جس کی کہ respect ہونی چاہیے لیکن اس کو کم از کم trust worthy تو ہونا چاہیے۔ آپ believe کریں کہ جب یہ بات ہو رہی تھی' MMA والوں کے ساتھ معاہدہ ہو رہا تھا تو ہم نے اس وقت اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ آپ کو دھوکہ ہو جائے گا' انہوں نے ہماری بات نہیں مانی اور آج وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے

ساتھ دھوکہ ہو گیا ہے۔ جو سوچنے سمجھنے والے لوگ تھے اور جنہوں نے جنرل مشرف کو ماضی میں دیکھا ہوا تھا وہ اسی وقت doubt کرتے تھے کہ یہ جو بات ہوئی ہے یہ کسی صورت میں بھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچے گی' یہ درمیان کا وقت گزاریں گے اور جب وقت آئے گا تو وہ اپنی شاطرانہ چالیں چلیں گے۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے اس وقت floor of the House پر یہ بات کہی تھی کہ جب جنرل مشرف نے پاکستان ریڈیو اور ٹیلویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے آخر میں ایک فقرہ بولا' کہ یہ جو MMA کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے یہ کسی فرد کی فتح یا شکست نہیں ہے' یہ پاکستان کی فتح ہے' یہ جمہوریت کی فتح ہے تو اس وقت میں نے ان سے یہ سوال کیا تھا کہ جناب آپ ہمیں یہ فرمائیں کہ جس کو آپ پاکستان کی اور جمہوریت کی فتح کہہ رہے ہیں اس فتح سے قوم کو کس نے روکا ہوا تھا' روکا ہوا بھی تو آپ ہی نے تھا۔ آج میں ان ساتھیوں سے یہ question کر رہا ہوں کہ وہ اپنے اس جرنیل سے یہ question کریں کہ آج پوری قوم کو' پاکستان کو اور جمہوریت کو شکست سے دوچار کرنے کون جا رہا ہے اور آپ اس کا ساتھ کیوں دے رہے ہیں؟ جب ایک شخص نے خود کہا کہ یہ فتح ہے تو ظاہر ہے فتح کو آپ شکست میں بدلنا چاہ رہے ہیں تو پھر آپ کو اس کا ساتھ نہیں دینا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین! کل یہ بات ہوئی تھی کے پاکستان کے نقشے میں کئی نقشے اُبھر رہے ہیں اس لئے uniform کی بڑی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات قابل غور ہے کہ یہ نقشے کیوں اُبھر رہے ہیں' یہ نقشے اسی وجہ سے اُبھر رہے ہیں کہ یہاں dictatorship ہے' عوام کے حقوق پامال کئے گئے ہیں' عوام میں احساس محرومی ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں بغاوت پیدا ہوتی ہے اور اس قسم کی چیزیں ہوتی ہیں۔ اگر یہ dictatorship ختم کر کے لوگوں کے حقوق ان کو لوٹا دیئے جائیں تو ہمیشہ کے لئے یہ نقشے پیدا ہونے والی بات ہی ختم ہو جائے۔ اسی طرح چیئرمین صاحب! ایک بات کہی گئی کہ جب آپ کو معلوم تھا کہ جنرل مشرف یہ کچھ کریں گے تو پھر جو انہوں نے election کروائے' اس میں آپ نے حصہ کیوں لیا۔ میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ قیام پاکستان سے پہلے جو اسمبلیاں وجود میں آئیں' وہ 1935 Government of India Act کے تحت وجود میں آئی تھیں۔ ہمارے قائدین نے ان

elections میں حصہ لیا تھا تو کیا اگر انہوں نے election میں حصہ لے لیا تھا تو ان کو پاکستان کی آزادی کے مطالبے سے دستبردار ہونا چاہیے تھا' کیا خدانخواستہ ہمارے قائدین نے اس وقت کے قانون کی خلاف ورزی کرکے کوئی بڑا جرم کیا تھا؟ جو ہمارے قائدین نے پاکستان کی آزادی کے لئے جد وجہد کی اس کو تو سنہری حروف سے لکھا جا چکا اور لکھا جاتا رہے گا لیکن اس 1935 Government of India Act کو تو کوئی یاد نہیں کرتا اور نہ کوئی طعنہ دیتا ہے کہ ہمارے قائدین نے اس قانون کی خلاف ورزی کیوں کی۔ اس قسم کی باتیں نہیں کرنی چاہییں' آپ تاریخ کو غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ابھی یہاں پر ہماری ایک رکن نے ذوالفقار علی بھٹو شہید کا حوالہ دیا کہ وہ بھی Martial Law Administrator رہے۔ جناب محترم! تاریخ کو مسخ نہیں کرنا چاہیے' آپ دیکھیں کہ اس سے پہلے ایک military dictator اقتدار میں تھا' اس نے legal framework order جاری کیا ہوا تھا اور وہ اقتدار چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھا لیکن جب ملک کا ایک حصہ الگ ہو گیا تو پھر اس کے اندر اتنی جرات نہیں رہی یا فوج کے اندر اتنا اضطراب پیدا ہوا کہ انہوں نے اس کو اقتدار میں رہنے نہیں دیا۔ اس کو اٹھا کر جب باہر پھینکا' ذوالفقار علی بھٹو کو لایا گیا تو جو اس وقت ایک قانون موجود تھا' اس کے تحت ان کو اقدامات کرنے پڑے لیکن یہ بات ان کے credit میں جاتی ہے کہ within four months انہوں نے وہ عہدہ چھوڑا اور ڈیڑھ سال کے اندر اندر اس ملک کو ایک متفقہ آئین دیا اور وہ پاکستان کے وزیر اعظم بنے۔ انہوں نے صدارت کا عہدہ چھوڑا اور ایک Parliamentary System of Government اس ملک میں متعارف کرایا۔ خدارا! اپنے چھوٹے چھوٹے مفادات کے لئے تاریخ کا چہرہ مسخ مت کریں' یہ میری آپ سے التجا ہے۔ ایک بڑی اہم بات یہاں پر ہوتی رہی کہ جنرل مشرف کی leadership کا ذکر ہوتا رہا کہ یہ وہ leader ہیں جس سے یہ ہو گیا جس سے وہ ہو گیا' میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کو leader بنانے پر تلے ہوئے ہیں جبکہ وہ خود تو سرکاری ملازم رہنا چاہتے ہیں' وہ leader تو بننا نہیں چاہتے۔ شاید آپ لوگ جیسے ان کی حمایت کر رہے ہیں' اگر وہ خود جرات کریں' یہ uniform اتاریں؛ public میں آئیں' ممکن ہے ان کو کوئی leadership کا chance مل جائے لیکن وہ تو خود آمادہ نہیں ہیں۔ آپ کے جبراً ان کو leader

بنانے سے، وہ leader نہیں بن سکتے ہیں۔ لہذا، یہ جو آپ کوشش کر رہے ہیں، یہ بے کار ہے اور اس کو ختم ہونا چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ بہت ساری باتیں میرے دوستوں نے کیں کہ جنرل مشرف کا جو پانچ سال کا record ہے، اس کو مدنظر رکھیں اور اس کی بنیاد پر آپ فیصلہ کریں کہ ان کو اور موقع دینا چاہیے تو میرا خیال نہیں کہ کوئی وجہ ہے کہ ان کو اور زیادہ موقع دیا جائے۔ جو وہ بات کر رہے ہیں، وہ ایک vague term ہے، وہ جو use کر رہے ہیں۔ پاکستان کا interest جو ہے وہ اول حیثیت رکھتا ہے۔ بھئی یہ ایک vague term ہے۔ پاکستان کا interest کیا ہے؟ مجھے یہ بتایا جائے کہ طالبان کی حمایت کرنا پاکستان کا interest تھا یا طالبان کا قتل عام کرنا اور اس قتل عام کی اجازت دینا پاکستان کے مفاد میں تھا۔ مجھے جنرل پرویز مشرف کی press conference یاد ہے، میں نے خود سنی جب افغانستان پر حملہ نہیں ہوا تھا، ایک ہفتہ پہلے تو یہ طالبان کی حمایت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ملک کے 95% حصے پر طالبان کا قبضہ ہے اور ان کی Government legitimate ہے اور ایک ہفتے کے اندر پاکستان کا مفاد تبدیل ہو گیا۔ اسی طرح میں question کرنا چاہتا ہوں کہ 57 years پاکستان کا مفاد اس میں تھا کہ ہم کشمیر کو اپنی شہ رگ کہیں، ہم کشمیر کے لئے جدو جہد کریں، جہاد کریں، اس کو آزاد کرنے کے لئے اور آج پاکستان کا مفاد شاید یہ ہو گیا کہ ہم plebiscite کو بھول جائیں یعنی 57 years جو پاکستان کا مفاد رہا، وہ یک لخت اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کی نظر میں پاکستان کے مفاد کے خلاف ہو گیا۔ اب پاکستان کا مفاد اس میں ہے کہ پاکستان کشمیر کو بھول جائے اور وہاں پر جیسے انہوں نے کہا کہ اس علاقے کو demilitarize کیا جائے کہ بھئی جو حصہ انڈیا کے پاس ہے وہ انڈیا کے پاس ہی رہے، جو ادھر ہے وہ یہاں رہے۔ پھر ہماری اس حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے یکطرفہ سیز فائر کر کے ان کو بارڈر کے اوپر باڑ لگانے کی اجازت دی۔ اور باڑ لگانے سے کیا ہوا؟ سارا عمل ختم ہوگیا جو کہ آزادی کے لئے جدوجہد کرنے کا عمل تھا انہوں نے خود اس لائن آف کنٹرول کو جس کو آج تک لائن آف کنٹرول مانا اور کہا جاتا ہے انہوں نے اس کو بارڈر کے طور پر accept کر لیا۔ آپ بار بار پاکستان کا مفاد نہ بدلیں۔

جناب چیئرمین! یہ بدنتا رہے گا۔ اگر ایک شخص کے ہاتھ میں معاملات رہیں گے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ اجتماعی سوچ ایک شخص کی سوچ سے اچھی ہوتی ہے۔ یہ ایوان ہے، اس میں عوام کے منتخب کردہ لوگ ہیں۔ اگر collective wisdom کے ساتھ ملک کے فیصلے کئے جائیں تو نتیجہ یقیناً بہتر ہو گا۔ جناب چیئرمین!----

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیئے گا۔

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری، بس دو منٹ لوں گا۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ دو چار روز پہلے کسی ایک تقریب میں کسی فوجی افسر سے اسی یونیفارم کے بارے میں میری بات ہو رہی تھی تو انہوں نے دلائل دیئے کہ اس وقت جنرل مشرف کا پاکستان کی سلامتی کے لئے رہنا اور یونیفارم میں ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر وہ نہ رہے تو خدانخواستہ بہت خرابی پیدا ہوگی۔ میں نے ان سے ایک سادہ سا سوال کیا جو کہ ابھی میرے بھائی یہ بات کر رہے تھے کہ موت تو برحق ہے ہر ایک پر آنی ہے اور اس کا ذائقہ چکھنا ہے۔ میں نے ان سے simple سوال کیا کہ خدانخواستہ کل اگر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص اس دنیا میں نہیں رہتا تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پاکستان ختم ہو جائے گا؟ تو انہوں نے کہا کہ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے یہ تو ہم نہیں کہتے ہیں کہ پاکستان ختم ہو جائے گا۔ اگر ان کو جبراً اقتدار سے ہٹایا گیا تو پھر پاکستان کو بڑا نقصان پہنچے گا۔ تو میں نے کہا کہ ابھی کوئی جبراً اقتدار سے ہٹے یا اپنی مرضی سے ہٹ جائے۔ ملک کو کوئی اس سے فرق نہیں پڑتا۔ افراد ناگزیر نہیں ہوتے، ادارے ناگزیر ہوتے ہیں۔ ادارے برقرار رہیں گے collective wisdom رہے گی۔ ملک کی ترقی کے لئے آنے والی نسلوں کے بہتر مستقبل کے لئے کام ہوتا رہے گا۔ اب میں آخری اپنی بات ایک شعر پر ختم کروں گا جو کسی شاعر نے جنرل مشرف کے اقتدار کے حوالے سے لکھا تھا۔ انہوں نے کہا

خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے   کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے۔

شکریہ۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! وردی کے حوالے سے تین حصوں

میں اس بحث کو تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ ایک ہمارے علمائے کرام کا نظریہ ہے جس میں پروفیسر خورشید صاحب نے فصاحت و بلاغت سے کوشش کی اس حوالے سے وردی نہیں رکھی جا سکتی ۔ ایک ہمارے ساتھی سینیٹر آغا عباس کمیلی صاحب نے بڑی خوبصورتی سے جب یہ سوال کیا ۔ جناب والا ! قرآن کریم اور احادیث مبارکہ یا سنت نبوی صلعم یہ ہمارے آئین کا حصہ بھی ہے اسی کے تحت ہم نے اپنی زندگی بھی گزارنی ہے ۔ principles of policies میں وہی چیز دی گئی ہے کہ ہرمسلمان قرآن و سنت کے مطابق اپنی زندگی ڈھالے گا ۔ جب انہوں نے یہ سوال کیا تو اسلامی نقطہ نگاہ سے کافی حد تک ایسی بات سامنے آئی تو اس میں کہیں قدغن نہیں ۔

اب دوسرا اس کا حصہ ہے جو ہمارے ایک معزز رکن جو سیاسی ذہن رکھتے ہیں کہ آیا اس قسم کی چیزیں کبھی ماضی میں بھی ہوئی ہیں ۔ پاکستان کے علاوہ بھی دنیا کے کسی حصہ میں جرنیلوں نے کہیں حکومتیں کی ہیں ۔ جب ہم تاریخ کی طرف لوٹتے ہیں تو سب سے بڑی جمہوریت جہاں پر House of Common جسے Mother of Parliament کہا جاتا ہے ۔ تو پندرہویں صدی میں الیون کراہم بیل نے وہاں پر بڑی حکومت کی لیکن ان کا یہ کہنا کہ اس کی موت کے بعد ہڈیوں کو نکال کر انہوں نے اس کو پھانسی دی یہ ایک عجوبہ ہے یہ ایک عجیب بات ہے ۔ وہاں پر وہ جب تک زندہ رہے وہ حکمران رہے ۔ اور اس کی حکومت رہی۔ اس کے علاوہ اگر ہم گزشتہ صدی میں جاتے ہیں تو بھی ہمارے پاس بہت ساری ایسی مثالیں ہیں۔ جنرل پینوسیل کا نام جناب نے بھی سنا ہوگا۔ چلی کے وہ حکمران رہے۔ جب حکمرانی سے دست بردار ہوئے تو اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے سینیٹ کے رکن بنے۔ اب بھی وہ رکن ہے۔ اسی طریقہ سے ہم دوسرے ممالک کی طرف جاتے ہیں۔ جاپان ترقی یافتہ ملک ہے اور کس نے اس کو جنگ عظیم دوم کے بعد یہ ترقی دوبارہ واپس کی؟ اس کا نام تھا جنرل میکارتو۔ اسی طریقے سے جب ہم یورپ کی طرف بڑھتے ہیں۔ اسلامی ممالک ہیں تو آپ کو پتا ہے کہ ترکی کی جو حکومت ہے، میں کمال اتا ترک کی طرف نہیں جاتا' وہ ان کا Father of Nation ہے۔ ان کو یاد نہیں رہا کہ جنرل کنعان ایورن جو پاکستان بھی تشریف لائے اور پارلیمنٹ میں بھی انہوں نے خطاب کیا تھا۔ وہ کیا تھے۔ وہ sitting General تھے۔ اس وقت بلند ایجوت وہاں کا Prime

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ویسے adjourn کر دیں۔ میں کل بات کر لوں گا۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے گن لیتے ہیں۔

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, we want to continue.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! ابھی تین بجے نہیں ہیں۔ Sir, we raised the question of quorum.

جناب چیئرمین: گن لیں۔ کورم check کر لیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں، کورم کی بات نہیں ہے۔ کل پھر کر لوں گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب termination کا ابھی وقت نہیں ہے۔ We have pointed out the quorum kindly take a count.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ adjourn فرما دیں میں کل کر لوں گا۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب چیئرمین! adjourn کر دیں۔ اس میں یہ ہوگا کہ اگر کورم نہیں ہے تو ۵ منٹ گھنٹیاں بجانی پڑیں گی۔ ویسے بھی ابھی تین بجنے میں ۵ منٹ باقی ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، نہیں، آپ گنتی تو کروائیں۔

جناب چیئرمین، تین بجے تو ویسے بھی ختم کرنا ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! ابھی تین بجے نہیں ہیں۔ اس طرح آپ adjourn نہ کریں۔ Sir, you kindly take a count of the House. Wheather the House........

Senator Wasim Sajjad: Sir, It is not in quorum.

آپ ۵ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائیں گے۔ ۵ منٹ کے بعد ویسے بھی تین بج جائیں گے تو فائدہ کیا ہوگا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، چلو ٹھیک ہے مان رہے ہیں۔ ٹھیک ہے adjourn کر دیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: ہم مانتے ہیں۔ جب کورم نہیں ہے تو نہیں ہے۔

Mr . Chairman: We adjourn the House now to meet again tomorrow at 10.00 A.M.

[The House was then ad journed to meet again at 10 O'clock in the morning on Saturday, the 30th October, 2004]